# سندھ کی کارروائی

# قانون ساز اسمبلی

# سرکاری رپورٹ

# نہیں۔ XVII-6 والیوم

# بدھ، 3 مارچ 1943۔

# کراچی

# 1943

# پاکستان کی قرارداد

(ترجمعہ ندیم رضوی ایم ڈی)

# متروکہ سندھ تحریک

درج ذیل ترجمعہ میں کافی غلطیاں ہیں مگر درست املا کے باعث ماضی میں بھی یہ کوشش ممکن نا ہوپائی تھی اور ابھی بھی اگر املا و جملوں کی نوک پلک پہ توجہ دی جاتی تو آج مورخہ ۱۴ اگست ۲۰۲۵ یہ کام ممکن نا تھا۔ لہذا جیسا ممکن تھا ترجمہ حاضر ہے ۔ اسے مزید درست کیا جاسکتا ہے۔ اس ترجمے کا مقصد مُہاجر عوام کو اس معاملہ پہ آگاہی دینا ہے۔ نتائج آپ نکال لیں۔ میں اردو لکھنے نا عادی نا بہت وقت نا ہی ٹائپ کرنا آتا۔ بے پناہ مصروفیت سے وقت نکال کر کوشش کی ہے۔ غلطیاں جہاں جہاں جو جو ہوں انہیں درست کرنا آپکی ذمہ داری بھی ہے۔ قومی جزبہ سے سرشار صوبہ سندھ کی پہلی اسمبلی میں پیش کی گئ اس قرارداد کے متن کو غور سے پڑھیں بہت تفصیل ہے اور سندھ کے نسل پرستوں سے سوال کریں کہ مسلم قومیت سے سندھی قومیت کا سفر کیسے ؟ اگر مسلم قومیت کے سب سے بہتر دلائل جی ایم سیّد نے جو دیئے وہ غلط ہیں تو اض سندھی قوم ہونے کے دلائل درست کیسے ؟ یہ دلائل مُہاجر قومیت کیلئے سونا و چاندی ہیں۔ ان دلائل کو گرہ سے باندھ لیں۔ دس کروڑ انڈیا کے مسلمانوں کے پاکستان کی اس قرارداد کو پیش کرتے وقت بتایا جائے کہ صرف چند لاکھ مُہاجر برداشت نا ہوئے تو ۴ کروڑ انڈیا کے مسلمانوں کو دھوکہ کون دے رہا تھا۔
آئیے گالیوں کا جواب دلیل سے دیں۔ شخصیت پرستی ترک کردیں پارٹی بازی بند کریں۔ مہاجر قوم کے سُپوت بن کر دُنیا کے ہر کونے میں متحرک ہوجائیں ندیم رضوی کی طرح !

سلام،
ندیم رضوی
متروکہ سندھ تحریک
مُہاجر قومی تحریک

— — — — — — — — — — — — — — —

— — — — — — — — — — — — — -

# سندھ کی کارروائی

## قانون ساز اسمبلی

**(نجی اراکین کی قراردادیں)**

سیکرٹری: پرائیویٹ ممبرز کی قراردادیں۔

معزز سپیکر: معزز ممبر شیخ عبدالمجید۔

شیخ عبدالمجید: جناب، میں اپنے نام کی قرارداد کو منتقل نہیں کرنا چاہتا۔

معزز سپیکر: معزز ممبر جناب جی ایم سید۔

جناب جی ایم سید: جناب، میں پہلی قراردادپیش نہیں کرنا چاہتا جو کہ ہے۔

جیسا کہ معزز ممبر شیخ عبدالمجید کا۔

معزز سپیکر: اگر وہ چاہیں تو اپنی دوسری قراردادپیش کریں۔

مسٹر جی ایم سید: مسٹر دیالمل دولترام: (پاکستان کی قرارداد)

ہاں، میں چاہتا ہوں، دوسری قرارداد کو منتقل کروں

جناب، پرائیویٹ ممبران کی قراردادیں 5 مارچ کو طے کی گئی تھیں اور وہ

آج تک اٹھائے جا رہے ہیں۔ لہذا میں یہ جاننے کی درخواست کرتا ہوں کہ آیا

حکومت نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی ہے کہ اس کاروبار کو آج شروع کیا جا رہا ہے۔

،معزز سپیکر: محترم قائد ایوان، اگر مجھے ٹھیک سے یاد ہے

پرسوں اعلان کیا کہ یہ دن غیروں کو الاٹ کیا گیا ہے۔

سرکاری قراردادیں

محترم جناب غلام حسین ہدایت اللہ: جی جناب۔

**-:مسٹر جی ایم سید**: جناب، میں مندرجہ ذیل قراردادپیش کرنے کے لیے اٹھتا ہوں

یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ان کے ذریعے محترمہ کی حکومت تک پہنچائے۔"
محترم وائسرائے، اس صوبے کے مسلمانوں کے جذبات اور خواہشات جبکہ مسلمان
ہندوستان ایک الگ قوم ہے جس میں مذہب، فلسفہ، سماجی رسم و رواج، ادب، روایات، سیاسی
اور ان کے اپنے معاشی نظریات، جو ہندوؤں کے نظریات سے بالکل مختلف ہیں، وہ جائز طور پر اس کے
حقدار ہیں۔
حق، ایک واحد، علیحدہ قوم کے طور پر، ان کی اپنی خود مختار قومی ریاستیں، زونوں میں بنائی گئی ہیں
جہاں وہ برصغیر ہندوستان میں اکثریت میں ہیں۔
چنانچہ وہ زور کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ کوئی آئین ان کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا۔"
مسلمانوں کو کسی دوسری قوم کے زیر تسلط مرکزی حکومت کے تحت رکھو، تاکہ کھیلنے کے قابل ہو۔
ان کا حصہ آزادانہ طور پر آنے والی چیزوں کی ترتیب میں اپنی الگ الگ خطوط پر، ان کے لیے ضروری ہے۔
اپنی خود مختار قومی ریاستیں اور اس لیے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک کے تابع کرنے کی کوئی بھی کوشش
''مرکزی حکومت سنگین ناخوشگوار نتائج کے ساتھ خانہ جنگی کا باعث بنے گی۔

-:معزز سپیکر: پیش کردہ قرارداد یہ ہے
یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ان کے ذریعے محترمہ کی حکومت تک پہنچائے۔"
محترم وائسرائے اس صوبے کے مسلمانوں کے جذبات اور خواہشات کا اظہار کرتے ہیں جبکہ وہاں کے
مسلمان
ہندوستان ایک الگ قوم ہے جس میں مذہب، فلسفہ، سماجی رسم و رواج، ادب، روایات، سیاسیات ہیں
اور ان کے اپنے معاشی نظریات، جو ہندوؤں کے نظریات سے بالکل مختلف ہیں، وہ جائز طور پر اس کے
حقدار ہیں۔
حق، ایک واحد، علیحدہ قوم کے طور پر، ان کی اپنی خود مختار قومی ریاستیں، زونوں میں بنائی گئی ہیں

جہاں وہ برصغیر ہندوستان میں اکثریت میں ہیں۔
چنانچہ وہ زور کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ کوئی آئین ان کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا۔"
مسلمانوں کو کسی دوسری قوم کے زیر تسلط مرکزی حکومت کے تحت رکھو، تاکہ کھیلنے کے قابل ہو۔
ان کا حصہ آزادانہ طور پر آنے والی چیزوں کی ترتیب میں اپنی الگ الگ خطوط پر، ان کے لیے ضروری ہے۔
اپنی خود مختار قومی ریاستیں اور اس لیے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک کے تابع کرنے کی کوئی بھی کوشش
"مرکزی حکومت سنگین اور ناخوشگوار نتائج کے ساتھ خانہ جنگی کا باعث بنے گی۔

**مسٹر نیچالداس سی۔ وزیرانی**: جناب، میں ایک نقطہ نظر کی طرف بڑھتا ہوں۔ میں اسے پہلے ضابطے کے تحت پیش کرتا ہوں۔

-:یہ قرارداد قابل قبول نہیں ہے۔ میں قاعدہ پڑھوں گا (d) اور (a) ذیلی پیرا 9I
قواعد میں موجود پابندیوں کے تابع، ایک رکن ایک سے متعلق قرارداد پیش کر سکتا ہے۔"
:مفاد عامہ کا معاملہ
بشرطیکہ کوئی ایسی قرارداد قابل قبول نہ ہو جو درج ذیل کی تعمیل نہ کرتی ہو۔
-:شرائط، یعنی
یہ واضح طور پر اور واضح طور پر بیان کیا جائے گا اور ایک یقینی مسئلہ اٹھائے گا؛ (a)
پڑھوں گا۔ (d) متعلقہ نہیں ہیں۔ میں (c) اور (b)
اس کا تعلق کسی ایسے معاملے سے نہیں ہوگا جو بنیادی طور پر صوبائی حکومت کی فکر میں نہ ہو۔ (d)
کا معاملہ کروں گا۔ احترام کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ یہ نکتہ بالکل (d) جناب، میں سب سے پہلے ذیلی پیرا تسلیم کرتا ہے۔
کوئی تنازعہ یا شک نہیں. آئیے قرارداد خود پڑھ لیں۔
-:قرارداد میں کہا گیا ہے
یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ" ان کے ذریعے مہاراج کی حکومت تک پہنچائے۔"

جناب وائسرائے اس صوبے کے مسلمانوں کے جذبات اور خواہشات کا احترام کرتے ہیں۔

-اب آپریٹو حصہ آتا ہے

،ہندوستان کے مسلمان ایک الگ قوم ہیں جو مذہب، فلسفہ، سماجی رسم و رواج، ادب"

اپنی اپنی روایات، سیاسی اور معاشی نظریات، ہندوؤں سے بالکل مختلف، وہ

ایک واحد، علیحدہ قوم کے طور پر، آزاد قومیت کے حق کے حقدار ہیں۔ (ہندوستان کے مسلمان)

ان کی اپنی ریاستیں، ان علاقوں میں بنائی گئی ہیں جہاں وہ برصغیر ہندوستان میں اکثریت میں ہیں۔

اس لیے وہ زور کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ان کے لیے کوئی آئین قابل قبول نہیں ہوگا (مسلمان

ہندوستان) جو مسلمانوں کو مرکزی حکومت کے ماتحت کرے گا (صوبائی حکومت نہیں)

کسی دوسری قوم کے زیر تسلط، تاکہ وہ آزادانہ طور پر اپنی الگ الگ خطوط پر اپنا کردار ادا کر سکے۔

آنے والی چیزوں کی ترتیب، ان کے لیے ضروری ہے کہ ان کی اپنی خود مختار قومی ریاستیں ہوں اور اس لیے

ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک مرکزی حکومت کے ماتحت کرنے کی کسی بھی کوشش کا نتیجہ خانہ جنگی کی صورت میں نکلے گا۔

سنگین، ناخوش نتائج کے ساتھ۔"

تو جناب جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ اصول کے حصہ (الف) کے تحت صرف ایک یقینی مسئلہ ہونا چاہیے۔

قرارداد یا تو اس قرارداد میں ایک قطعی مسئلہ ہے، یا یہ مسائل کا گڑبڑ ہے۔ اگر یہ ہونے جا رہا ہے۔

مان لیا کہ اس میں صرف ایک قطعی مسئلہ ہے، پھر وہ ایک قطعی مسئلہ آخری ہونا چاہیے، یعنی

ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک مرکزی حکومت کے ماتحت رہنے پر مجبور نہیں کیا جانا چاہئے اور اگر مجبور ہے تو ایسا ہے۔

سنگین اور ناخوشگوار نتائج کے ساتھ خانہ جنگی کی طرف لے جانے کے پابند ہیں۔ یہ، تاہم یہ منعقد کیا جاتا ہے
کہ ایک ہیں

کو پڑھنے پر، اس قاعدہ کے تحت ناقابل قبول ہوگا۔ لہذا، اگر یہ (a) مسائل کی تعداد، پھر قاعدہ کے حصہ
اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ صرف ایک مسئلہ ہے، یعنی: ہندوستان کے مسلمانوں کو مجبور نہ کیا جائے۔
کا ذیلی پیراگراف (9l) ایک مرکزی حکومت کے ماتحت رہیں، پھر میں عرض کرتا ہوں، جناب، اگر آپ اصول
پڑھیں (d)

"جیسا کہ میں نے اشارہ کیا ہے لازمی ہے - اور یہ کہتا ہے "بشرطیکہ کوئی قرارداد قابل قبول نہ ہو
قرارداد جائز نہیں ہوگی. درحقیقت یہ اس کی طرف سے عام صوابدید کا معاملہ نہیں ہے۔
محترم سپیکر صاحب۔ وہ اس پر عمل کرنے کا پابند ہے جیسا کہ یہ بنایا گیا ہے۔ اصول اچھا ہو سکتا ہے، یا ہو
سکتا ہے۔

برا لیکن اصول، جیسا کہ آج اس ایوان کے سامنے کھڑا ہے، اس کی تشریح محترم اسپیکر کو کرنی ہوگی۔
مناسب تشریح کے مطابق جو اس پر رکھی جا سکتی ہے۔ قاعدہ لازمی اور واضح ہے۔
کافی تخیل کی حد تک یہ الفاظ "یہ کسی ایسے معاملے سے متعلق نہیں ہوگا جو نہیں ہے۔
،صوبائی حکومت کی بنیادی تشویش" مختلف طریقے سے تشریح کی جائے قرارداد بہت واضح ہے
اور یہ مرکزی حکومت کی بات کرتا ہے۔ یہ صوبائی حکومت کی بات نہیں کرتا، اور یہی مسئلہ ہے۔
معاملہ، یعنی: ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک مرکزی حکومت کے ماتحت رہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔
کیونکہ ان کا الگ مذہب، مختلف روایات وغیرہ ہیں۔ اس لیے عرض کرتا ہوں جناب، یہ نہیں کہا جا سکتا
صوبائی حکومت کے لیے باعث تشویش ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے کسی بالواسطہ طریقے سے کہا جائے، کسی
طرح سے

دلیل، "اوہ، ہاں، اس کا تعلق صوبائی حکومت سے بھی ہے۔ اوہ، ہاں، ہمارا صوبہ ان میں سے ایک ہے۔
صوبے متاثر ہوں گے،" بالواسطہ یا بالواسطہ، کسی تصور کے بغیر اسے ایک سوال نہیں کہا جا سکتا۔

جو کہ بنیادی طور پر صوبائی حکومت کی تشویش ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا مسئلہ یہ ہے۔
،صوبائی حکومت کی بنیادی تشویش الفاظ اتنے ظاہر ہوتے ہیں، مجھے نہیں لگتا
کی لازمی دفعات کی خلاف ورزی کی جا سکتی ہے۔ میں نے اپنی بات بالکل واضح کر دی ہے اور (d)Iقاعدہ 9
اس کا مطالبہ نہیں ہے۔
میری طرف سے مزید دلیل اس طرح کی قرارداد صوبائی مقننہ کے سامنےپیش کرنے کی اجازت دی جائے جو
کہ نہیں ہے۔
نہ صرف صوبائی حکومت کی بنیادی تشویش بلکہ یقینی طور پر اور واضح طور پر دکھایا گیا ہے۔
صرف مرکزی حکومت کی فکر، واضح طور پر باہر ہو جائے گی۔
:اگر اسے صرف ایک مسئلہ سے تعبیر کیا جائے تو اس میں اور بھی نکات ہیں جو سامنے آئیں گے، یعنی
چاہے وہ مختلف قومیں ہوں، یا ان کی ثقافت مختلف ہو۔ یہ بھی اٹھاتا ہے
سوال یہ ہے کہ الگ صوبہ ہونا چاہیے یا الگ پاکستان وغیرہ۔ پھر جناب، نہ صرف
کے تحت اعتراض بھی لاگو ہوگا۔ لہذا، میں (a)Iکے تحت اعتراض لاگو ہوگا، لیکن قاعدہ 9 (d)Iکیا قاعدہ 9
سوچئے جناب، قرارداد کےپیش کرنے والے کی طرف سے جو موقف اختیار کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہو گا کہ اس
سے صرف ایک یقینی بات ہو گی۔
:مسئلہ، اور وہ قطعی مسئلہ، جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے، قرارداد کے اختتامی حصے میں.بیان کیا گیا ہے، یعنی
کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک مرکزی حکومت کے ماتحت رہنے پر مجبور نہ کیا جائے، کیونکہ وہ
مختلف مذہب، مختلف روایات وغیرہ۔
میرا پوائنٹ نمبر دو یہ ہے۔ جناب آپ کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ یہ ایک متنازعہ قرارداد ہے۔
جس میں بلاشبہ نہ صرف پورے ہندوستان میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔
**محترم حاجی ایم ایچ گزدار**: میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہوں، جناب۔ معزز ممبر ایک کو اٹھا رہے
ہیں۔

قرارداد کی خوبیوں پر بحث۔ وہ اس مرحلے پر قرارداد کی خوبیوں پر بات نہیں کر سکتا۔

**مسٹر نیچالداس سی وزیرانی:** میں خوبیوں پر بات نہیں کر رہا ہوں۔ میرے محترم دوست کو ہونا چاہیے۔

...صبر یہ ایک متنازعہ قرار داد ہے، اس لیے میں عرض کرتا ہوں، جناب

گزدر: ... اور اس لیے یہ قانونی نہیں ہو سکتا؟ کیا یہ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ .M.H محترم حاجی

،مسٹر نیچالداس سی۔ وزیرانی: لہذا، میں عرض کرتا ہوں، جناب، اس وقت، جب دوسری کمیونٹی

یعنی: ہندو برادری کے 50 فیصد نمائندے جیل میں بطور حفاظتی قیدی ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

اس قرارداد کو آگے لانے کے لیے۔ کوئی شک نہیں، پرسوں پہلے نوٹس دیا گیا تھا کہ یہ تاریخ سے پہلے ہو گا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرارداد 5 تاریخ کے لئے مقرر کی گئی تھی

.

**مسٹر جی ایم سید:** یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے جناب۔

**مسٹر نیچالداس سی۔ وزیرانی:** میں بات ختم کرتا ہوں۔ مسلم کمیونٹی کے بعض ارکان جو

قومی سوچ رکھنے والے اس قرارداد کی مخالفت کرتے، آج بھی غائب ہیں۔ اس طرح دو ہیں۔

تحفظات اول یہ کہ کیا اس مرحلے پر ایسی قراردادپیش کرنا درست اور مناسب ہے؟

کیا یہ معزز اسپیکر کے لئے نہیں ہے کہ وہ اپنی صوابدید استعمال کریں اور اس کی اجازت نہ دیں۔

آگے آنے کی قرارداد، کیونکہ یہ موجودہ پوزیشن کا ناجائز فائدہ اٹھانے کے مترادف ہوگا۔

اقلیتی برادریوں. ایسی نظیر آسام کی صوبائی مقننہ میں ہوئی ہے، جہاں

معزز سپیکر نے حکومتی پارٹی کو بتانے کی جرات کی کہ اگر کوئی متنازعہ بل ہے۔

ایوان کے سامنے لایا گیا جب اقلیتی برادری کی ایوان میں نمائندگی نہیں تھی، اسے کرنا پڑے گا۔

اپنے اختیارات استعمال کریں اور ایوان کو ملتوی کریں۔ یہ آپ کے لیے غور طلب نکتہ ہے جناب۔ وہ

،معاملہ ہے

تاہم، صوابدید، لیکن پہلا حصہ، میرے مطابق، لازمی ہے۔

**محترم جناب غلام حسین ہدایت اللہ:** جناب، میں نے اپنے محترم دوست کو سنا ہے۔
مخالف فریق بڑی دلچسپی کے ساتھ۔ ان کی پہلی شکایت یہ تھی کہ اپوزیشن کو خاطر خواہ نوٹس نہیں ملا
کہ یہ قرارداد آج پیش کی جائے گی۔ ابھی صرف 3 دن پہلے کی بات ہے کہ میں نے محترم کو اطلاع دی۔
یہ ایوان کہ قراردادیں تیسرے کو لائی جائیں گی، پانچویں پر نہیں، کیونکہ زیادہ تر محترم
ارکان تعطیلات کے لیے گھروں کو لوٹنے کے لیے بے چین تھے۔
اب جناب میں اعتراض کی طرف آتا ہوں کہ قرارداد میں کئی مسائل ہیں۔ لیکن قرارداد
حقیقت میں صرف ایک مسئلہ ہے، یعنی: مسلمان ایک مرکزی حکومت کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے۔ دی
پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ ایک مرکزی حکومت کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے تو پھر آپ کیا کرتے
ہیں؟
چاہتے ہیں؟ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک الگ اکائی بننا چاہتے ہیں۔ یہ محض وضاحتی ہے۔ قدرتی طور پر،
جب میں
کہو مجھے کچھ نہیں چاہیے، اگلا سوال، پھر میں کیا چاہتا ہوں؟ لہذا، قرارداد پر جاتا ہے
،کہتے ہیں کہ وہ ایک مرکزی حکومت کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے بلکہ آزاد ریاستیں یا اکائیاں چاہتے ہیں
آپ انہیں جو بھی بلا سکتے ہیں۔
اب، جناب، میرے دوست کو معلوم تھا کہ اس میں صرف ایک یقینی مسئلہ ہے۔ لیکن جیسا کہ وہ اس کی
مخالفت کرنا چاہتا تھا۔
قرارداد، وہ کہتے ہیں، اگر وہ آزاد اکائیاں چاہتے ہیں تو اس کا مطلب دو مسائل ہوں گے۔ کیا میں اسے بتا سکتا
ہوں کہ اگر وہ
وہ کہتے ہیں جو وہ نہیں چاہتے انہیں یہ بھی کہنا چاہیے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ یہ میرا اعتراض کا جواب ہے۔
مسلمان ایک مرکزی حکومت کے ماتحت نہیں رہنا چاہتے بلکہ خود مختار اکائیاں بننا چاہتے ہیں۔
تب میرے محترم دوست نے اقلیتوں کے یہاں نہ ہونے اور کانگریسیوں کے نہ ہونے کی بات کی۔

یہاں مجھے نہیں لگتا کہ ان کے اور کانگریس کے درمیان اتنی محبت ختم ہو گئی ہے جس کے لیے وہ اتنا افسوس محسوس کر رہے ہیں۔

پھر جہاں تک قومی ذہن رکھنے والے مسلمانوں کا تعلق ہے، میں نہیں سمجھتا کہ بہت سے ہیں۔ میں صرف ایک تلاش کرتا ہوں، لیکن مجھے شک ہے

.اس کے بارے میں بھی

**شیخ عبدالمجید: ہم صرف قوم پرست مسلمان ہیں۔**

**محترم جناب غلام حسین ہدایت اللہ**: اگلا اعتراض یہ ہے کہ قرارداد

صرف اس معاملے کا حوالہ دیتے ہیں جو صوبائی حکومت کی بنیادی تشویش ہے۔ میں وہاں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

یہ معاملہ بنیادی طور پر صوبائی حکومت سے متعلق نہیں ہے۔ لیکن اس معزز ایوان میں جناب آپ

آزادی کے بارے میں اور کئی دیگر معاملات کے بارے میں بہت ہی مہربانی سے منظور شدہ قراردادیں ہیں،

،مثال کے طور پر

مس جیٹھی بائی کی قرارداد اس کی وجہ یہ تھی کہ ایوان کو معلوم تھا کہ یہ قراردادیں محض ایوان میں ہیں۔

سفارشات کی نوعیت اور یہ کہ کارروائی مرکزی حکومت یا دیگر کو بھیجی جائے گی۔

مناسب اختیار، میرا دوست ایک ہی وقت میں گرم اور سرد نہیں اڑا سکتا۔ جب میرے ہندو دوست اور کانگریس مذکورہ قراردادوں پر بحث کرنا چاہتی تھی میرے دوست نے اعتراض نہیں کیا۔ لیکن جب دوسری برادری

اسی طرح کی قرارداد لاتا ہے، وہ مخالفت کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ جناب میں نشاندہی کر سکتا ہوں کہ بہت سی قراردادیں نہیں۔

صوبائی حکومت کے بارے میں یہاں منتقل کیا گیا ہے اور بحث کی گئی ہے، اور کارروائی کی کاپیاں متعلقہ حکام کو بھجوا دیا گیا ہے۔ لہذا، جناب، مجھے نہیں لگتا کہ جب وہ صحیح زمین پر ہیں۔

اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں۔

**جناب جی ایم سید:** عزت مآب وزیر اعظم نے میرے اٹھائے گئے نکات کا جواب دیا ہے
محترم دوست جناب نہچلداس۔ معزز ممبر مسٹر نیہچلداس ایک وکیل ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔
یہاں اس نے انصاف کی وکالت نہیں کی ہے بلکہ صرف یک طرفہ بات کی ہے۔ انہوں نے یہ نکتہ اٹھایا کہ
اس معاملے میں
قرارداد صوبائی حکومت کی بنیادی تشویش ہونی چاہیے۔ ہمارے قائد نے صاف ظاہر کیا ہے۔
کہ اس سے قبل بھی ایسی قراردادیں زیر بحث آئی ہیں اور میرے محترم
دوست نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صوبے کے مسلمان اس کا حصہ ہیں۔
صوبائی حکومت۔ کیا ہم یہاں صوبے کے مسلمانوں کی نمائندگی کے لیے نہیں ہیں؟ حکومت ہماری ہے۔
ہمیں اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہیے۔ کیا یہ صوبائی حکومت کی بنیادی فکر نہیں ہے؟ میں نشاندہی کروں گا۔
ایک اور مثال. حال ہی میں بنگال اسمبلی نے ان کی غیر مشروط رہائی کی قرارداد منظور کی ہے۔
مہاتما گاندھی۔ اتنی حالیہ قرارداد، مجھے نہیں معلوم کہ وہ کیوں بھول جائے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس نے جان
بوجھ کر کیا ہے۔
اسے بھول گیا

**مسٹر دیالمل دولترام:** کیا کوئی اعتراض ہوا؟

مسٹر جی ایم سید: انہوں نے یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ اس میں واضح طور پر ایک مسئلہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔
عزت مآب وزیر اعظم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ یہ ایک یقینی مسئلہ ہے۔ اس لیے مجھے دہرانے کی
ضرورت نہیں ہے۔
دلائل محترم جناب نہچلداس نے آپ سے اپیل کی ہے کہ بطور ہندو اراکین ایوان سے باہر ہیں۔
لہذا یہ مناسب موقع نہیں ہے جب آپ اس قرارداد کو منتقل کرنے کی اجازت دیں۔ جناب، یہاں میں
قرارداد میں کہا گیا ہے کہ صوبہ سندھ کے مسلمانوں کے جذبات اور خواہشات کو پہنچایا جائے۔

مہاراج کی حکومت۔ اس لیے ہندو ارکان کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ کو چاہیے ۔

پوائنٹ آف آرڈر پر حکمرانی کریں۔

**محترم رائے صاحب گوکلداس میوالداس:** میں صرف دو الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ محترم

وزیر اعظم نے کہا ہے کہ ماضی میں کیا عمل رہا ہے جب اسی طرح کی قراردادوں کی اجازت دی گئی ہے یا اجازت دی ہوسکتا ہے کہ ماضی میں بھی ایسا ہی ہو۔ لیکن یہاں ہم ایسی چیزوں پر پابندی لگاتے ہیں اور حدیں لگاتے ہیں۔

چیزوں پر آپ کو احساس ہو گا کہ جیسا کہ قرارداد اب کھڑی ہے، میرے مطابق، یہ ایک مسئلہ نہیں اٹھاتی۔

عزت مآب وزیر اعظم نے تجویز دی کہ اگر صوبے کے مسلمان یہ نہیں چاہتے تو انہیں چاہیے کہ

متبادل تجویز کریں اگر وہ متبادل تجویز کریں تو سب ٹھیک ہے۔ لیکن آپ آخر میں دیکھیں گے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے۔

کہ یہ خانہ جنگی کا باعث بنے گا۔ جناب آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آخریہ ہندوؤں کے ساتھ مسلم لیگ کی وزارت ہے۔

اتحاد میں. اگر کچھ دھمکیاں تھیں تو میرے خیال میں یہ عزت مآب وزیر اعظم کا فرض تھا۔

.اس پر کچھ اعتراض اٹھایا

یہ ایک مسئلہ کی قیادت نہیں کرتا. کم از کم چار مسائل ہیں۔ معزز ممبر جناب سید

تجویز کرتا ہے کہ مسلمان بحیثیت مجموعی ایک قوم ہیں اور ان کے لیے الگ ریاستیں ہونی چاہئیں۔ وہ ایک مرکزی حکومت کے تحت نہیں رہنا چاہتے۔ اگر اسے تسلیم نہ کیا گیا تو خانہ جنگی ہو گی۔ ہمارے پاس ہے۔

اس وقت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت صوبائی خود مختاری جو صرف یہ فراہم کرتی ہے کہ وہاں ہوگی۔

ایک مرکزی حکومت۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہمارے پاس الگ صوبائی خودمختاری ہے اور ہمارے پاس ہے۔
اس لیے میں ذاتی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ اس میں ایک سے زیادہ نکات شامل ہیں۔
بہت یقینی ہے اور آپ کو اس پر اپنا فیصلہ دینا ہوگا۔ ااس قرارداد. قاعدہ 9
**شیخ عبدالمجید**: جناب، آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ پہلے قرارداد
جگہ ایک سے زیادہ یقینی مسائل اٹھاتی ہے۔ میری عاجزانہ رائے میں اگر آپ قرارداد کو شروع سے پڑھیں
آخر میں آپ دیکھیں گے کہ اس سے ایک واضح مسئلہ پیدا ہوتا ہے اور وہ مسئلہ مسلمانوں کا موقف ہے۔
ملک کے مستقبل کے آئین میں ہندوستان۔ میں آپ کی توجہ ان الفاظ کی طرف مبذول کروا سکتا ہوں "اس لیے وہ
زور کے ساتھ اعلان کریں" یعنی سندھ کے مسلمان زور کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ کوئی آئین قابل قبول نہیں ہوگا۔
وہ جو مسلمانوں کو ایک مرکزی حکومت کے ماتحت کریں گے جس پر کسی دوسری قوم کا غلبہ ہو۔
لہذا، قرارداد میں ایک یقینی مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ سندھ کے مسلمان کیا سوچتے ہیں۔
ملک کے مستقبل کے آئین میں ہندوستان کے مسلمانوں کی پوزیشن کے بارے میں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا
عزت مآب وزیر، محکمہ تعمیرات عامہ، یا معزز ممبر جناب نہچلداس کس بات سے
تخیل کے پھیلاؤ سے وہ اس ایک مسئلے کو کئی مسائل میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ صرف اٹھایا گیا مسئلہ کیا ہے
ہندوستانی مسلمانوں کی پوزیشن ملک کے مستقبل کے آئین میں ہونے والی ہے۔ مرکزی
حکومت ہو یا صوبائی حکومت اور یہ سب اس ایک یقینی مسئلے کا حصہ ہیں۔ تو، سر، میں
عرض کریں کہ اس بنیاد پر معزز ممبر کی طرف سے اٹھائے گئے پوائنٹ آف آرڈر کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔
وزیراني۔

پھر دوسرا نکتہ جس پر اس نے کچھ طوالت سے نمٹا ہے وہ اس حقیقت کے بارے میں ہے کہ آیا یہ بنیادی ہے یا نہیں۔

صوبائی حکومت کی تشویش اب اس کے لیے میری طرف سے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ بہت ساری مثالیں ہیں.

**خان بہادر اے کے گبول**: وہ یہ سب بھول چکے ہیں۔

**شیخ عبدالمجید**: البتہ میں اپنے محترم دوست رائے صاحب گوکل داس کو مطلع کر سکتا ہوں۔

کہ میں اس قرارداد میں کچھ ترامیم کو جگہوں پر منتقل کرنے کی تجویز پیش کرتا ہوں، مثال کے طور پر، جیسے کہ تحفظات

اقلیتوں اور الفاظ جیسے خانہ جنگی وغیرہ۔ میں آپ کو ذاتی طور پر اس سلسلے میں دیکھنا چاہتا تھا لیکن بدقسمتی سے آپ بہت دیر سے آئے، اس لیے میں نے اپنی ترامیم آپ کے سیکرٹری کو سونپ دیں۔

اس موضوع پر قرار دادپیش کرنے والے محترم نے بات کی ہے، میں اپنی ترامیم سامنے رکھوں گا۔

آپ اس لیے اس قرارداد کی مخالفت کرنے والے میرے معزز دوستوں کو یہاں یا کسی بھی حصے میں کسی خوف کی ضرورت نہیں ہے۔

کو خصوصی طور پر بنائیں جو کہ بجائے گیا (a) I بھارت کے لیکن رولز کی روشنی میں اسمبلی رولز کے قاعدہ 9 ہے۔

اس قرارداد کو تسلیم نہ کرنے کی دلیل کے طور پر پیش قدمی کی گئی، میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اصول تسلیم کرنے کے حق میں ہے۔قراردادیہ قرارداد سندھ کے مسلمانوں کے لیے اب تک ایک اہم مسئلہ کو اٹھاتی ہے۔

جیسا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا تعلق ہے اور جہاں تک ان کی آنے والی نسلوں کا تعلق ہے۔ وہ ہے اہم مسئلہ اور اس قرارداد میں کوئی دوسرا مسئلہ موجود نہیں ہے جو محترم نے پیش کیا ہو۔

ممبر جناب سید۔

مسٹر نیچالداس سی۔ وزیرانی: جناب، کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں کیا جواب دوں؟
رکن شیخ عبدالمجید نے کہا ہے؟

**معزز سپیکر:** نہیں۔

**مسٹر نیہچلداس سی۔ وزیرانی:** بس اتنا ہی ہے۔ میں صرف آپ کی اجازت لینا چاہتا تھا۔

(سپیکر رولنگ)

**معزز سپیکر:** ہم پہلے ہی تقریباً تین چوتھائی گھنٹے ضائع کر چکے ہیں اور میرے خیال میں ہمیں ایوان کے قیمتی وقت کا خیال رکھنا چاہیے۔ نقطہ سادہ ہے اور ممکنہ طور پر میرے پاس ہے۔ .......... ماضی میں اسی طرح کے بہت سے نکات کا فیصلہ کیا

**مسٹر دیالمل دولترام:** اس وقت نہیں جب اعتراضات اٹھائے گئے تھے، جیسا کہ یہاں ہے۔

**معزز سپیکر:** بات یہ ہے کہ اگر کوئی موروثی خرابیاں ہیں جن کا ایک ہی وقت میں علاج کیا جانا ہے۔ وقت یا دوسرا، ان کو آگے لایا جانا چاہئے اور میں واقعی میں معزز ممبر جناب کا شکر گزار ہوں۔ نہچلداس جنہوں نے یہ نکات میرے نوٹس میں لائے ہیں جن کو میں نے غور سے نوٹ کیا ہے۔ ہمیں ایک بار اور کے لئے کرنا چاہئے۔
سب فیصلہ کریں کہ ہم مستقبل کے لیے اس ایوان میں کیا طریقہ اختیار کریں گے۔
اب معزز ممبر جناب نھچل داس نے اس کے قابل قبول ہونے پر اعتراض اٹھایا ہے۔
تین بنیادوں پر قرارداد - دو قانونی اور تیسری اخلاقی۔

**مسٹر نیچالداس سی۔ وزیرانی:** ان کا تعلق قانونی حیثیت سے ہے۔

کا حوالہ دیا ہے۔ (a)Iمعزز سپیکر: اب، معزز ممبر نے سندھ کے قاعدہ 9
قانون ساز اسمبلی کے قواعد جن کے تحت اس نے اصول کی لازمی نوعیت پر زور دیا۔ اس نے بچھایا
اس اصول کے درج ذیل الفاظ پر خاص زور
"یہ قرارداد ایک یقینی مسئلہ اٹھائے گی"

اب، مجھے فیصلہ کرنا ہے کہ آیا یہ قرارداد ایک یقینی مسئلہ کو اٹھاتی ہے یا نہیں۔ میں واقعی شکر گزار ہوں۔
میرے معزز دوست مسٹر نچلداس جو پہلے ہی مجھے ایک دلیل اور ایک کے ساتھ فراہم کر چکے ہیں۔
جواب۔(ہنسی)۔ ممکنہ طور پر ہاں، کیونکہ اس نے خود ہی مجھے یہ بات بتائی کہ قطعی مسئلہ یہ ہے کہ
ہندوستان کے مسلمان ایک مرکزی حکومت کے ماتحت رہنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ اس کے پاس قانونی دماغ
ہے۔
ہر چیز کو بہت قابل فہم بنا دیا ہے حالانکہ ایک عام آدمی کو یہ پسند نہیں آسکتا ہے۔ میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس
نہیں کرتا
اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ ایک بہت ہی ذہین اور ہوشیار وکیل ہیں اگر آپ ان کے ذریعہ اٹھائے
گئے بنیادی مسئلے کو سمجھ سکتے ہیں۔
اسے اس قرارداد پر۔ لیکن، بدقسمتی سے، یہ قرارداد کے فریمرز کی صلاحیت پر منحصر ہے۔
اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ایسا نہیں کرتے
ایک مرکزی حکومت کے تحت رہنا چاہتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہے۔ یہ واحد قطعی مسئلہ ہے۔ دوسرا نکتہ
محکمہ تعمیرات عامہ کے انچارج عزت مآب وزیر کی طرف سے اٹھایا گیا "پھر اس کا کیا ہوگا؟
یہ دلیل ہے کہ علیحدہ آزاد ریاستیں ہونی چاہئیں وغیرہ؟ یہ اس مسئلے کا محض ایک نتیجہ ہے۔آپ کسی قرارداد کو
،اتنا لچکدار نہیں بنا سکتے کہ اس میں کسی قسم کی وضاحت یا وضاحت کا اعتراف نہ کیا جائے: کیونکہ
فرض کریں کہ اس نے محض یہ حرکت کی تھی کہ ہندوستان کے مسلمان ایک مرکز کے تحت نہیں رہنا چاہتے
حکومت پھر اسے یقینی طور پر اشارہ دینا ہوگا کہ کیوں، کس لیے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔
اس طرح کا مضمرات - یقیناً قرارداد میں کسی ایک مسئلے کو اٹھانے سے الگ نہیں ہونا۔ دی
معزز ممبر کو یہ تجربہ ملا ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو یہ تجربہ ملا ہے۔ تو مجھے لگتا ہے کہ
دلیل اس بنیاد پر پائیدار نہیں ہے. تب خاص طور پر میرے دوست مسٹر نیچلداس زیادہ زور دار تھے۔

کے بارے میں اور اس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس قرارداد میں شامل معاملہ (d) کے حصہ **اقاعدہ** 9 کسی مسئلے کو نہیں اٹھاتا ہے۔

وہ مسئلہ جسے صوبائی حکومت کی بنیادی تشویش کہا جا سکتا ہے۔ میں ساتھ سن رہا تھا۔

بہت دلچسپی ہے کہ آیا اس دلیل میں کوئی طاقت تھی جو اس نے پیش کی تھی۔

اب اگر ہمیں واقعی کچھ کرنا ہے اور ترقی پسند ہونا ہے اور پارلیمانی روایات کو بنانا ہے۔

گھر، پھر ہمیں اپنے خیالات، اپنے اعمال، اپنی قانون سازی اور تشریحات میں لبرل ہونا پڑے گا۔

**مسٹر نیچالداس سی وزیرانی**: قواعد میں ترمیم کریں۔

**معزز سپیکر**: میں کہہ سکتا ہوں کہ قواعد کی تشریح اس طرح نہیں کی جا سکتی ہے کہ

پارلیمانی آئین کی ترقی میں رکاوٹ۔ آئین بڑھتا ہے، روایات بڑھتی ہیں۔ میں مثالوں کا حوالہ دے سکتا ہوں۔

آئین اور ایوان کی تاریخ سمیت دنیا کے عظیم آئینوں سے

عام طور پر آئین کیسے بڑھتا ہے۔ وہ لوہے کے پنجرے یا پانی سے بند ڈبے نہیں ہو سکتے جو مل چکے ہیں۔

منتقل یا بڑھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے. حقیقت کے طور پر، حکومت ہند کے ایکٹ میں اس آئین کا تصور کیا گیا ہے۔

جس میں خود ارتقاء کا ایک جراثیم موجود ہے۔ یہ لچکدار ہو گا اور وقتاً فوقتاً بڑھتا رہے گا اور اس لیے ایسا ہے۔

کہ ہندوستان میں مختلف قانون ساز اداروں کے صدور اور اسپیکر قراردادوں کی اجازت دیتے رہے ہیں۔

ہندوستان کے مستقبل کے آئین سے متعلق تحریکیں آئین سازی آج کا سلگتا ہوا سوال ہے۔

اور ہم ابھی تک کسی مقصد پر نہیں پہنچے ہیں۔ ہم ابھی تک اپنے نقطہ نظر کو پیش کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔

،ملک کے مختلف حصوں اور اس عظیم برصغیر میں رہنے والے مختلف طبقات اور طبقات۔ یہ تھا

اس لیے، کہ میرے پیشرو نے اسی طرح کی قرارداد مس جیٹھی سپاہی ملانی، ڈپٹی کی طرف سے پیش کرنے کی اجازت دی تھی۔

اس ایوان کے اسپیکر، 3 اگست 1937 کو۔

**مسٹر نیچالداس سی وزیرانی**: یہ قاعدہ الفاظ کے بعد بنایا گیا تھا۔

**معزز سپیک**ر: میرے محترم دوست جو ایک عظیم وکیل ہیں، ایسا نہیں لگتا تھا

اس وقت کوئی اعتراض کیا؟

**مسٹر نیچلداس سی وزیرانی**: مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ یہ ایوان کی مشترکہ رضامندی تھی۔

پورے گھر

معزز سپیکر: لیکن مجھے نہیں معلوم کہ اس کے کئی معزز ممبران

ایوان اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہے۔ تاہم، مجھے اس دلیل سے نمٹنے کے لیے آگے بڑھنے دیں جو اس نے پیش کیا ہے۔

،یہ درست ہے کہ قرارداد میں صوبائی حکومت یا صوبائی حکومت کے اقدامات کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے

اس کے باوجود صوبائی حکومت 1935 کے ایکٹ کا نتیجہ ہے۔ آئینی عمل میں صوبائی

حکومت مرکزی حکومت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے حالانکہ بدقسمتی سے اس کی وجہ سے

ہمارے قابو سے باہر حالات ایک مرکزی حکومت جس پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت غور کیا گیا۔

کا سال ابھی وجود میں نہیں آیا۔ مستقبل کی تاریخ میں وفاقی حکومت اور اس کے ساتھ ساتھ ہونے 1935 والی ہے۔

اس کے ساتھ، وہاں صوبائی حکومتیں ہوں گی جیسا کہ ہم سندھ میں چلا رہے ہیں۔ہم ایک ہیں۔یکساں مکمل، اور

صوبے وہ اکائیاں ہیں جو مرکزی حکومت کو تشکیل دینے کے لیے جاتی ہیں، چاہے

آج یا کل. ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے نمائندے ہیں۔

صوبائی حکومت کو منتخب کیا جو خود مختار ہے۔ وزراء ہمارے نمائندے ہیں۔ ہم کر سکتے ہیں۔

انہیں باہر پھینک دو یا ہم انہیں کل لا سکتے ہیں۔ تو یہ عوام کی خواہش سے ہے کہ ان کے
نمائندے یہاں بنچوں پر قابض ہیں۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ معاملہ نہیں ہو سکتا
صوبائی حکومت کی تشویش اگر کوئی ایسا اقدام ہے جس سے آئین متاثر ہونے والا ہے۔
صوبائی حکومتیں، کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صوبائی حکومت کو ایوان میں کوئی آواز یا کہنے کی ضرورت نہیں ہے؟
معاملہ ہم یہاں کس لیے ہیں؟ فرض کریں کل کو لے کر ہم پر آئین مسلط ہونے والا ہے۔
مختلف مضامین کو دور کرنا اور انہیں مرکزی حکومت کے ماتحت کرنا؛ کے نمائندے کریں گے۔
کیا سندھ کے لوگ اس سے متفق ہیں؟ یقیناً نہیں۔ ہم اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ بقایا اختیارات بھی حاصل
کیے جائیں۔
صوبائی حکومتوں میں، اور یہ کہ مرکزی حکومت کے پاس صرف کچھ خاص معاملات ہونے چاہئیں اور
زیر انتظام مضامین۔ ایسا ہونے کی وجہ سے، ایک صوبائی حکومت کو ہمیشہ آئین میں آواز ملی ہے۔
ملک کے اور بعض حقوق کے تصفیہ میں جیسا کہ مرکزی حکومت اور صوبائی کے درمیان
حکومتیں جہاں تک آئین بنانے کا تعلق ہے، یہ آئین کی بنیادی فکر ہے۔
صوبائی حکومت۔ لہذا، میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبر کی دلیل نے مجھے قائل نہیں کیا۔
،کے تحت قرارداد کو مسترد کرنے کے لیے کس حد تک تیار رہنا چاہیے (I(d مجھے اسمبلی رولز کے قاعدہ 9
اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ یقینی طور پر صوبائی حکومت کی تشویش ہے جہاں تک کسی بھی تجویز سے متعلق ہے۔
آئین کی تشکیل کا تعلق ہے۔
پھر، معزز ممبر نے اخلاقی بنیادوں پر مجھ سے اپیل کی ہے۔ میں نے بڑی دلچسپی سے سنا
اور بڑی راحت جب میرے محترم دوست جناب جی ایم۔ سید نے کہا کہ ان کی قرارداد کا مقصد تھا۔
صرف سندھ کے مسلمانوں کے خیالات اور جذبات کو پہنچانا، نہ کہ سندھ کی پوری آبادی کے۔
یہ نکتہ میرے ذہن میں اس وقت تک نہیں آیا جب تک اس نے مسئلہ نہیں اٹھایا۔ میرے خیال میں یہ صرف
مسلمانوں کی خواہش ہے۔
سندھ کا جو اس قرارداد کے ذریعے مرکزی حکومت کو پہنچایا جائے گا۔ محترم

ممبر مسٹر نہچلداس اپنا ووٹ دے سکتے ہیں جیسا کہ وہ چاہیں- میں جانتا ہوں کہ وہ قرارداد کے خلاف ووٹ دیں گے۔
یہاں میں
میں صرف سندھ کے مسلمانوں کی خواہشات اور خواہشات کو پہنچانے کا ایک چینل ہوں۔ اگر سندھ کے مسلمان
اسے ووٹ دیں، پھر اسے اس سے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر قرار داد اس قدر تیار کی گئی تھی کہ یہ خیال دیا جائے
کہ
اس کے بعد پورے سندھ کے عوام کی خواہشات اور جذبات کو مرکزی حکومت تک پہنچایا جانا تھا۔
ا ،اعتراض میں کچھ طاقت ہو گی. ایسا نہیں ہے۔ لہذا قانونی اور اخلاقی دونوں بنیادوں پر
پوائنٹ آف آرڈر پر حکمرانی کریں۔ (وزارتی خوشامد۔)
(ہندو اراکین کی طرف سے واک آؤٹ)
**مسٹر نیچالداس سی وزیرانی:** جناب، احترام کے ساتھ، چیئر کے حکم کے پیش نظر کہ
ہندوؤں کو اس قرارداد میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور یہ صرف مسلمانوں کی خواہشات اور جذبات ہیں۔
سندھ جو اس کے ذریعے پہنچانا ہے، ہم ان بنچوں پر بیٹھے ہندو ایوان سے نکل جاتے ہیں۔
**،اس مرحلے پر ہندو ممبران - یسرز۔ نہچلداس سی۔ وزیرانی، دیالمل دولترام)**
**گھنومل تاراچند، پاربرائی کھیسکھ داس، اکجی رتن سنگھ سوڈھو، مکھی گوبندرام اور راؤ بہادر**
**(ہوچند ہیرانند - اسمبلی ہال سے واک آؤٹ کر گئے۔**
**جناب جی ایم سید:** جناب، قرارداد کی اہمیت کے پیش نظر، میں نے چند باتیں نوٹ کی ہیں۔
ایک نقطہ نظر کے ساتھ اشارہ کرتا ہوں کہ کوئی غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے، جیسا کہ میں نے عام طور پر پایا ہے۔
ایسے موقعوں پر باہر کے عوام اسمبلی میں معزز ممبران کی طرف سے رکھے گئے کیس کو غلط طریقے سے پیش کرتے ہیں،
اور
**معزز سپیکر:** معزز ممبر اپنے نوٹس کا حوالہ دے سکتا ہے۔
**جناب جی ایم سید:** جناب، اس قرارداد کو پیش کرنے میں میں ایک نمائندہ کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔
اس صوبے کے مسلمان اس معزز ایوان کے فرش سے اپنے مشترکہ مطالبے کا اعادہ کریں

ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد سو ملین سے کم نہیں جن میں سے سندھ کے مسلمان ایک حصہ ہیں۔ ان سب مسلمانوں کا مطالبہ جو پاکستان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ مختصراً اس کے ناقابل تنسیخ حق کو بیان کرتا ہے۔ مسلم قوم خود ارادیت کے لیے اور نئے کے تحت اپنے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے کوشاں ہے۔

.آنے والی چیزوں کی ترتیب

دنیا ایک نئے دور کی دہلیز پر ہے جس میں ہر ایک کو مساوی مواقع، مساوی حقوق دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

دنیا میں ایک قوم اور آزاد ہندوستان کا دیرینہ خواب پورا ہونے والا ہے - ایک خواب

ابتدائی اور مکمل احساس جس کا تمام ہندوستانیوں، مسلمانوں اور ہندوؤں نے خلوص نیت سے کام کیا، مصائب جھیلے۔

قربانی دی

جناب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندوستان کی مسلم قوم جو انگریزوں کی حکومت کے آنے تک تھی۔

پوری آٹھ صدیوں سے حکمرانی کی طاقت روایت کے مطابق ہے، اس کے نفسیاتی میک اپ اور اس کے

کردار، ہندوستان کی آزادی کے کاز کا چیمپئن اور اس نے کامیابی کے لیے ہمیشہ بے تابی سے آرزو کی ہے۔

اس آزادی کے جوش و خروش کے ساتھ ہندوؤں یا ہندوستان کی کسی بھی قوم سے کم نہیں۔

پاکستان کا مطالبہ اس نظریہ پر مبنی ہے کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔

ہندو اور جو کہ ہندوستان کے نام سے جانا جاتا ہے وہ کبھی ایک جغرافیائی اکائی نہیں تھی۔

میں پہلے سوال کے جغرافیائی پہلو سے نمٹوں گا۔

جغرافیائی پوزیشن کو لے کر بڑا سودا کیا جا رہا ہے۔ شروع کرنے کے لیے، ہندوستان کو ایک ملک کہنا ایک ہے۔

غلط نام انگلینڈ کے علاوہ، یورپ کو اس نقطہ نظر سے بہت کچھ کے ساتھ ایک ملک کہا جا سکتا ہے۔

جواز اس کے باوجود یورپ مختلف قوموں کا مجموعہ ہے جو ابھی تک اس مرحلے تک نہیں پہنچا ہے۔

فیڈریشن

اس صوبے اور گجرات کی جغرافیائی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جس کے درمیان ایک پورا صحرا ہے۔

مداخلت کرتا ہے جو 24 گھنٹوں کے اندر نہیں گزر سکتا تھا اور فرانس اور جرمنی کی پوزیشن جن کی سرحدیں ہیں۔

ہیں اور 5 منٹ میں پار کیا جا سکتا ہے، یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ کتنے کم ہیں۔ coterminous
سمجھیں کہ ہندوستان کی جغرافیائی حیثیت کو قومی اکائی کے طور پر کون بولتا ہے۔
ہندوستان درحقیقت کوئی ملک نہیں ہے بلکہ ہر لحاظ سے اتنا ہی اچھا براعظم ہے جتنا کہ یورپ، افریقہ یا شمالی اور جنوبی امریکہ. ریاست ہائے متحدہ امریکہ آسانی سے بحث کر سکتا ہے کہ میکسیکو اور کینیڈا کو قدرتی طور پر ہونا چاہئے۔ اس میں تقسیم کو شامل کیا جائے۔ برازیل، پیرو اور چلی کے الگ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کینیڈین اور لوگ امریکہ نہ صرف ایک جیسے لوگ ہیں بلکہ ایک ہی زبان بولتے ہیں، ایک ہی مذہب رکھتے ہیں، لباس پہنتے ہیں۔
اسی طرح، ایک جیسے سماجی رسم و رواج، ایک ہی ادب سے لطف اندوز، اور باہمی شادی؛ مختصر یں، سب کچھ ان کے درمیان مشترک ہے اور وہ دونوں جغرافیائی طور پر ایک اکائی ہیں، پھر بھی کینیڈا اپنا اٹوٹ انگ برقرار رکھتا ہے۔

قومی ادارہ

اسی طرح جنوبی امریکی ریاستیں جو ایک جغرافیائی اکائی کے حصے ہیں زیادہ یا زیادہ آباد ہیں۔
ہسپانوی نکالنے کے ایک سے کم لوگ، تقریبا ایک ہی زبان بولتے ہیں، ایک ہی طرح کے لباس پہنتے ہیں، ایک دوسرے سے
شادی کریں اور انہیں ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لئے بہت کم ہے، اور پھر بھی وہ خود ہی ترقی کر رہے ہیں۔
پھر پریس اور باہر ہر ایک کو جواب دینا بہت مشکل ہے۔لکیریں، علیحدگی میں زیادہ سے زیادہ تعریف ہو رہی ہیں اور ان میں کوئی علامت یا بات نہیں ہے
.ان کے درمیان فیڈریشن
سائبیریا اور چین کے الگ ہونے کا کوئی عذر نہیں ہے- سائبیریا خود کو کیوں جوڑ لے؟
یورال کے کنارے رہنے والے لوگوں کے ساتھ جب وہ نسلی اعتبار سے چین کا قدرتی حصہ ہو سکتے ہیں۔
اور دوسری صورت میں؟
اب تک جغرافیائی دلیل ہمیں ایک انچ بھی آگے نہیں لے جاتی جہاں تک قوم کی تشکیل ہے۔
متعلقہ آئیے اب اس کو لفظ 'قوم' کے معنی سے دیکھتے ہیں۔ سے قوم جنم لیتی ہے۔

جڑ 'ناٹس' کا مطلب ہےپیدا ہوا، اصل میں نسل کے تعلق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ بات بلا شبہ ثابت ہو چکی ہے۔
جرمن اور کیلٹک لوگ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، کہ فرانس کے شارلیمین نے ان دونوں کو شامل کیا۔ ہم
پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ جغرافیائی طور پر فرانس اور جرمنی کو ایک ہونا چاہیے۔ ہم نے اسے نسلی طور پر پایا ہے۔
-وہ ایک ہی لوگ ہیں؛ لسانی طور پر، ان کا تعلق اسی اسٹاک سے ہے جیسے انڈو-جرمنک یا ہند
یورپی کیا ان دو لوگوں کو ملا کر جمہوریت قائم ہو سکتی ہے؟ کیا فرانس اس کے سامنے سر تسلیم خم کرے گا یا کرے گا۔

جرمنوں؟
میں نہیں چاہوں گا کہ آپ اس حقیقت کو کھو دیں کہ فرانسیسی ادب کو پڑھا اور سراہا گیا۔
جرمنوں نے 2 صدیوں تک اور یہ کہ اس نے ان کے اپنے ادب کی تخلیق میں کافی مدد کی۔ وہ بھی
وہ لوگ ہیں جو آزادانہ طور پر باہمی شادی کر رہے ہیں اور ان کی سماجی عادات اور طریقوں میں بہت کم ہے۔
سوچا کہ مختلف کہا جا سکتا ہے. نہیں، جیسا کہ فرانسیسی ادب نے ایک زمانے میں ایک قومی مطالعہ تشکیل دیا۔
،جرمنی، تو ایک صدی سے فرانسیسی یونیورسٹیوں میں جرمن فلسفہ پڑھایا جا رہا ہے اور ہم پھر پوچھتے ہیں
کیا وہ جمہوری حکومت کے ذریعہ چل سکتے ہیں اگر انہیں ایک مجموعہ میں ڈال دیا جائے؟ دی
قدرتی نتائج 30 ملین فرانسیسیوں کو 80 ملین جرمنوں اور فرانس کی طرف سے تھوڑے ہی عرصے میں متاثر کریں گے۔
وقت اپنی انفرادیت کھونے لگے گا۔ کچھ لوگ ان دو حریفوں کی اس مثال پر غور کر سکتے ہیں۔
لوگ کافی حد تک قائل نہیں ہیں۔ لیکن انہیں آسانی سے ہالینڈ اور بیلجیم کی یاد دلائی جا سکتی ہے یا
سویڈن اور ناروے یورپی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ قومی اور جمہوری نظم نے ایسا نہیں کیا۔
یوروپ میں بھی امتزاج اور یکجہتی کے لئے بنائیں لیکن علیحدگی اور انفرادیت۔ یہ نہیں تھا
پیل میل یونین، یہ کوئی مقامی گستاخانہ پوزیشن نہیں تھی بلکہ تمام نکات پر ایک نامیاتی اتحاد تھا جو ایک بنیادی تھا۔
قومی اور جمہوری حکومت کی حالت جس حد تک وہ اپنے اندر پہنچ چکے ہیں۔
سو سال کے قومی تصور کے بعد بھی سوشلسٹ حکومت نہیں ہے - نامیاتی کو چھوڑیں۔ دی

وہ قوانین جو قدرت نے انسان پر مرتب کیے ہیں اور جن کے ساتھ وہ اکیلا ترقی کر سکتا ہے، نہ جلد بازی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی طے کی جا سکتی ہے۔

تباہ کن نتائج کے بغیر کچھ نہیں۔ ایک آدمی جس کا مقصد پھل کے ہونے سے پہلے ہی پیلا ہونا ہے۔

مکمل طور پر پختہ یا مکمل طور پر کھٹا ہونے سے پہلے مٹھاس کا مقصد، زندگی کو تباہ کر رہا ہے

پھل اور کبھی اپنے مقصد کو حاصل نہیں کرے گا۔ تناؤ، تاہم ناخوشگوار، ایک ضروری شرط ہے۔

ارتقاء کے ایک خاص مرحلے پر ترقی اور صرف جمود اور موت کے خطرے سے بچا جا سکتا ہے۔

،اس عمومی سروے کے بعد کم و بیش یکساں اور جغرافیائی، سماجی، اقتصادی

مذہبی، سیاسی طور پر ایک لوگ اور پھر بھی ایک قومی اکائی کے طور پر متحد ہونا یا حکومت کرنا ناممکن ہے۔

ہم ہندوستانی حالات کی طرف لوٹتے ہیں۔ میں پہلے ہی 2 صوبوں پر غور کرنے کے ناممکنات کی نشاندہی کر چکا ہوں۔

ہندوستان، کہیئے، سندھ اور گجرات کی طرح، بنگال، وسطی صوبوں، مدراس وغیرہ کو ایک جغرافیائی کے طور پر نہ کہا جائے۔

یونٹ وہ لسانی اعتبار سے کیسے کھڑے ہیں؟ ایک دوسرے کو سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن اگر ہم ان پر غور کریں۔

مذہبی طور پر، ایک کمیونٹی دوسرے کے ساتھ کوئی سماجی تعلق رکھنے سے انکار کرتی ہے۔ گجراتی برہمن نہیں۔

صرف ایک مسلمان کا لباس بالکل مختلف ہے، لیکن اگر کوئی مسلمان اپنے کھانے کو آلودہ سمجھ کر پھینک دے گا وہاں سے گزرا اور اس کا سایہ اس کے کھانے پر پڑ گیا۔ ان کے درمیان شادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پوری سماجی علیحدگی واحد انتظام ہے جس کے ذریعے وہ دونوں برادریوں کے درمیان پہنچ سکتے ہیں۔

پرامن طور پر ہر طرف سے موجود ہیں۔ کسی بھی مزید جماع کے لیے ذرا سا بھی نقطہ نظر گڑھے کا سبب بنے گا۔

فرقہ وارانہ فسادات کے ریکارڈ کی گواہی کے طور پر برادریوں کے ارکان کے درمیان لڑائیاں ٹوٹ چکی ہیں

پورے ملک میں وقتاً فوقتاً باہر۔

فطری طور پر کوئی پوچھے گا کہ اس بنیادی فرق کی وجہ کیا ہے؟ یہ تلاش کرنا زیادہ دور نہیں ہے۔

پہلے زمانے میں جسے ہم آج نظریہ کہتے ہیں وہ مذہب کے نام پر چلتی تھی۔ پورا معاشرہ تعمیر ہوا۔

پر اور اس تصور سے۔ وہ کمیونٹیاں یورپیوں کو پسند کرتی ہیں جو زیادہ ترقی پسند تھیں اور کر سکتی تھیں۔

نئے تصورات کو ضم کرنا اور ان کو اپنانا (جس کے بارے میں ارتقاء کے ضروری قانون کے ذریعے لایا گیا)
بنیادی اختلافات تیزی سے. دوسری طرف قدامت پسند برادریاں برقرار رہی
ان کے قدیم ادارے، انقلاب کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور تبدیلی کے لیے ہتھیار نہ ڈالنے پر فخر کرتے ہیں،
سختی سے الگ رہنا اور انضمام اور موافقت کو حقیر سمجھنا۔ اس ہندو قدامت پرستی کا ثبوت
ہندوستان اس حقیقت سے مزین ہے کہ بدھ مت جو برہمنیت پر فطری ارتقائی پیشرفت تھا۔
برہمنیت کے ہاتھوں کامیابی کے ساتھ ہندوستان سے باہر ہو گیا اور ہندوستانی سرحدوں پر گھر تلاش کرنا پڑا یعنی:
سیلون، برما، چین، تبت وغیرہ برہمن آج تک اصرار کرتے ہیں کہ گوتم ایک آسیب تھا جو آیا تھا۔
تباہ سخت ترین معنوں میں برہمنیت اپنی فطرت کے مطابق ایک غیر مشنری تھی اور رہے گی۔
مذہب برہمن پیدا ہوتا ہے بنا نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ میں دل سے تمام "شروتوں" اور "سمرتیوں" کو جانتا ہوں اور ایک ہوں۔
سودے میں آرین، لیکن کیا میں برہمن یا کھشتریا بھی بن سکتا ہوں؟ نہیں، صرف ایک سودرا، اور وہ بھی
فضل اور حق سے نہیں! جب کسی بھی نسل یا برادری کا آئین اتنا اٹل ہو تو اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی
یہاں تک کہ ایک مکینیکل مرکب، ایک نامیاتی اتحاد کو چھوڑ کر، جس کے بغیر ایک حقیقی جمہوری قومی ریاست موجود نہیں ہو سکتا.
اب آئیے ہم دو بڑی قوموں یا برادریوں کا جائزہ لیتے ہیں جیسا کہ آپ انہیں کہہ سکتے ہیں، یعنی ہندو اور۔
مسلمان، ہندوستان میں اور دیکھیں کہ کیا وہ ایک قوم بنا سکتے ہیں۔ وہ ہر ایک میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔
زندگی کا پہلو. ان کے سماجی رسم و رواج الگ اور الگ ہیں۔ ان کا ادبی اور معاشی بھی
تصور ایک دوسرے سے مختلف ہے.
جب کہ مسلم فلسفہ حیات انسان کو ایک آزاد ایجنٹ کے طور پر قبول کرتا ہے جو کہ حدود و قیود سے پاک ہے۔
ارتقاء کی راہ پر اپنے مارچ میں معذور، ہندو فلسفہ "کرما" کے نظریہ پر مبنی ہے
انسان کی زندگی کو پچھلی زندگی کے فرضی اعمال پر منحصر اور محدود کرنا۔ مسلمانوں

انسان کی مساوات اور بھائی چارے پر یقین رکھتے ہیں، جب کہ ہندو انسانوں کے تنوع کو ایک کے طور پر لیتے ہیں۔
ان کے عقیدے کا مضمون جس پر ان کا "ذات کا نظام" بنایا گیا ہے، اتنا کہ ان کی سب سے بڑی کتاب
!بھگواد گیتا یہ بتاتی ہے کہ جب ذاتیں شرمندہ ہوں گی، تو کیا "دھرم" ختم ہو جائے گا
مذہبی اور فلسفیانہ اختلافات کے علاوہ سماجی رکاوٹیں بھی ہیں جن کے باوجود
ان کا ہزار سالہ ساتھ رہنے کا سلسلہ دونوں قوموں کو برقرار ہے۔ نہ صرف کوئی انٹر ہے
شادی، باہم میل جول اور مباشرت ممکن ہے، لیکن وہ احتیاط سے الگ رہتے ہیں، یہاں تک کہ ایک کا سایہ بھی۔
برہمن کے راستے یا کھانے سے برہمن کی مقدس ہستی کو آلودہ کرنے والا مسلمان اور
!صحت بخش کھانا
اسی طرح ان کے کھانے کے معاملے میں جو ایک کے لیے حلال ہے وہ دوسرے کے لیے حرام ہے۔
فرق نہ صرف ایک طبقے کا ہے بلکہ ایک مادی، ٹھوس حقیقت ہے جو ہر لمحہ محسوس کی جاتی ہے اور رہتی ہے۔
دونوں برادریوں کی روزمرہ کی زندگی۔
چنانچہ جب تک ہندو ہندو ہی رہیں گے، ایک قومیت کی کوئی بنیاد ممکن نہیں ہو سکتی
سب سے زیادہ مستند ذرائع کے مطابق رشتہ داری کا احساس ہے جو ناممکن ہے اور
ہندو فلسفہ کے تحت جائز نہیں۔ رینن، اس موضوع پر ایک عظیم اتھارٹی کا کہنا ہے کہ "قومیت ایک ہے۔
ساپیکش نفسیاتی احساس. یہ یکجہتی کے کارپوریٹ جذبات کا احساس ہے جو ان کو بناتا ہے۔
اس کے ساتھ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ رشتہ دار ہیں. یہ احساس دوہرا احساس ہے۔ یہ ایک ہی وقت میں ہے۔
ان لوگوں کے لئے رفاقت کا احساس جو کسی کے اپنے رشتہ دار نہیں ہیں۔ اپنی ذات سے تعلق رکھنے کی آرزو ہے۔
گروپ اور کسی دوسرے گروپ سے تعلق نہ رکھنے کی خواہش۔
کبھی کبھی یہ کہا گیا ہے کہ جو چیز عوام کے لیے واقعی اہمیت رکھتی ہے وہ روٹی کا مسئلہ ہے۔
جیسے ہی معاشی مسئلہ حل ہو گا، ہم فرقہ وارانہ-قومی اختلافات کو برقرار رکھیں گے۔
غائب لیکن ایسی امید صرف خود فریبی ہے۔

**عزت مآب ڈاکٹر ہیمانداس آر وادھوانی:** سر، میں ایک پوائنٹ آف آرڈر کی طرف بڑھتا ہوں۔ میرے محترم دوست

**جناب غلام مرتضیٰ شاہ دین کی خوبیوں میں جا رہے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ وہ اس میں متعلقہ ہے۔**
**کنکشن وہ ہندو مذہب کے نقائص کی نشاندہی کرتے ہوئے ہندو مذہب پر حملہ کر رہا ہے۔**

**معزز اسپیکر:** اسے اس سے بچنا چاہیے۔

**میں اس سے کیسے بچ سکتا ہوں؟ میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ہم کس طرح مختلف ہیں۔ مجھے دکھانا ہوگا۔**
دونوں معاشروں کے درمیان فرق. ایک دوسرے کے نظریات مختلف ہیں۔ مجھے حوالہ دینا چاہیے کہ وہ کیسے ہیں۔
مختلف میں کسی مذہب پر حملہ نہیں کر رہا۔ میں ان کے خلاف کچھ نہیں کہہ رہا۔ میں زمین پر کسی کو نہیں سمجھتا میں جو کہہ رہا ہوں اس کی تردید کروں گا۔ میں دوسرے مذاہب کے ساتھ ناانصافی نہیں کر رہا ہوں۔ مجھے دوسرے کا بہت احترام ہے۔

مذاہب میں صرف مختلف نظریات دکھا رہا ہوں۔

**محترم ڈاکٹر۔ ہیمانداس آر وادھوانی:** وہ مذاہب کی خوبیوں میں جاتا رہا ہے۔

**معزز سپیکر:** معزز ممبر کو مذاہب کا موازنہ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ کر سکتا ہے۔
سماجی رسم و رواج اور معاشی نظریات کا موازنہ کریں۔

جناب جی ایم سید: جناب، میں اقتصادی پوزیشن کی وضاحت کر رہا تھا اور اس طرف اشارہ کر رہا تھا کہ ہندو فلسفہ مزدوری کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس کی طرف سے اسے نیچا دیکھا جاتا ہے. پیسے کو دیوتا اور جوئے کے طور پر پوجا جاتا ہے۔

بشمول قیاس آرائیاں، جدید معیشت کا نقصان اور سود جو ایک پرتعیش زندگی گزارنے کے قابل بناتا ہے۔
اس کے لیے مشقت کیے بغیر، نہ صرف اجازت ہے، بلکہ ہندو رسم کا حصہ ہے۔ دوسری طرف اسلام
ہاتھ نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ درحقیقت دستی مشقت کی تقدیس کرتا ہے، آسان پیسہ کمانے سے منع کرتا ہے جیسے سود

**جناب جی ایم سید:** محترم ڈاکٹر ہیمانداس آر وادھوانی: پٹھان کیا ہیں؟

**جناب جی ایم سید**: وہ اسلامی تصورات کے مطابق عمل نہیں کر رہے ہیں۔ اسلام تقسیم کی ترغیب دیتا ہے۔
جائیداد کی تقسیم جس کا مقصد تمام مصنوعی طبقاتی امتیازات کی حتمی تباہی ہے
رنگ اور نسل یا دولت اور جائیداد کے حادثاتی فرق۔ کے سب سے بڑے اولیاء اور علماء کرام
،اسلام ہر قسم کے مکینک اور تاجر رہا ہے - دھوبی، بڑھئی، کپاس کی تراشی کرنے والے، بُننے والے
اس کے باوجود وہ سب اسلام میں سب سے زیادہ معزز علماء، معزز مردوں میں سے ہیں۔ میں بھی حوالہ دے سکتا ہوں:
(یہاں
کچھ عربی مصرعے پڑھیں)۔ مزدور خدا کا دوست ہے۔ محنت خدا کے ہاں سب سے زیادہ مقبول چیز ہے۔ وہ
اس طرح میں مختلف نظریات کی نشاندہی کر رہا ہوں۔
**محترم ڈاکٹر ہیمانداس آر وادھوانی**: سندھ سے باہر زیادہ تر مزدور ہندو ہیں (ہنسی)۔
**جناب جی ایم سید**: اس طرح اگر جمہوری اکائی کی آزادی کا حتمی مقصد آزاد، غیر
،کسی قوم کی ثقافت، فلسفے اور روایات کی بنیاد پر اس کی انفرادی خطوط پر ترقی کو محدود کرنا
،دوسرے حادثاتی عوامل جیسے موسمی، جغرافیائی، لسانی اور نسلی خصوصیات کے بارے میں بات نہ کرنا
پھر مسلمان اور ہندو کبھی بھی اس مشترکہ ترقی کو حاصل کرنے کی توقع نہیں کر سکتے کیونکہ ایک کی ترقی کو روک دیا جاتا
ہے۔
دوسرے کی، اس طرح کی ترقی کی بنیاد ایک دوسرے کے خلاف ہے۔ اس کی توقع کرنا بیکار ہے۔
جب ایک برادری کا ہیرو دوسری کا ظالم ہو، جب ایک کی تاریخی فتح شرمناک ہو
دوسرے کی شکست کہ ایک متحدہ ہندوستان میں جہاں ہندو اپنی تعداد کے زور پر ہمیشہ رہیں گے۔
ملک کی حکومت میں شیر کا حصہ ڈال دیں، مسلمانوں کو کوئی معمولی سا موقع بھی ملے گا۔
ان کے نظریات کا حصول۔
مجھے مزید بتانا چاہیے کہ جمہوریت کا مطلب لوگوں کی حکمرانی ہے۔ لیکن یہ لوگ ضرور ہوں گے۔
یکساں اور متضاد نہیں۔ کوئی بھی حکومت اس وقت تک نہیں بن سکتی جب تک اس میں کچھ مشترک نہ ہو۔
اس سے پہلے کے نظریات جو کہ تمام اہلِ زمین کے لیے قابل قبول ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا ایک مشترکہ آئیڈیل

متحدہ ہندوستان میں کبھی بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ ان کے نظریات مختلف ہیں، ہندو اور مسلمان ایک ہی سمت میں آسانی سے نہیں چل سکتے جس کے نتیجے میں جمہوریت نہیں رہے گی۔
ظالم اکثریت کا راج ہوگا۔ آج ہم ہٹلر اور دیگر ظالم ریاستوں کو اپنی مرضی پر مجبور کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔
دوسروں پر دباؤ ڈالیں اور لوگوں کو ان کی مرضی کے خلاف کام کرنے پر مجبور کریں۔ کے درمیان کیا اختلافات ہوں گے۔
اگر ان پر اور ہندوستانی عوام پر اتحاد مجبور کیا گیا تو؟ اگر 300 ملین لوگ 100 ملین کو مجبور کریں۔
لوگوں کو ان کے ماتحت کرنا اور 300 ملین لوگوں کے نظریات کی پیروی کرنا، اس کے بالکل برعکس
اقلیت کی خواہشات اور جذبات، ایسی حکمرانی کا کیا نتیجہ نکلے گا؟
دونوں بڑی برادریاں سیاسی اقتدار کے لیے ایک دوسرے کے حریف ہیں اور ان کے درمیان رقابت لازم و ملزوم ہے۔
اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ ایک دوسرے کے ذریعہ مکمل طور پر جذب نہیں ہوتا ہے یا انہیں الگ قومی نہیں دیا جاتا ہے۔
ریاستوں دنیا کی کوئی طاقت ان کے درمیان ایک ہی وقت میں ضروری مفاہمت قائم نہیں کر سکتی
انہیں ایک قومی اکائی کے ساتھ ہندو اور مسلمانوں کے طور پر رکھنا۔ ان کی روایات ہر ایک پر استوار ہیں۔
دوسرے کی لاگت. گزشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن کا کوئی مطلب نہیں ہے۔
ان دونوں کے لیے ایک ہی بات جس کو ایک نے اپنی شاندار کامیابی کے طور پر درج کیا ہے، دوسرے نے اسے غلط کے طور پر درج کیا ہے۔
اس کے خلاف جرم کیا.
کچھ لوگ پھر یہ دلیل دیتے ہیں کہ مسلم قوم پرست معاشی طور پر خود کفیل نہیں ہوں گے۔
مالی طور پر اس طرح دنیا کی کوئی بھی ریاست زندگی کے ہر شعبے میں مکمل طور پر خود انحصار اور امیر نہیں ہے۔
اس کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس کی معاشی حیثیت کچھ بھی ہو، کوئی قوم اس کے لیے تیار نہیں ہوگی۔

پیسے اور زندگی کی دوسری آسائشوں کی خاطر اپنی آزادی اور آزادی کھو دیں۔ کیا پرندہ ہر قسم کو ترجیح دے سکتا ہے۔
ایک پنجرے میں خوراک کی مفت گھومتی پھرتی زندگی جنگل میں جہاں اسے اکثر خوراک نہیں ملتی؟ مرضی
کیا افغانستان بھارت میں اناج اور زندگی کی دیگر سہولیات کی خاطر اپنی آزادی کھو بیٹھا؟ یہ ہے
لہٰذا پاکستانی ریاستوں کے حوالے سے اقتصادی کمی کی دلدل کو اٹھانے کے لیے بیکار ہے۔
مجھے امید ہے کہ بہتر حواس غالب ہوں گے اور ہمارے ہندو دوست جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کے بارے میں بہت فکر مند ہیں۔
ہندوستان کی آزادی یہ سمجھے گی اور سمجھے گی کہ ہندوستان کی نجات کا کوئی دوسرا حل نہیں ہے۔
وہ ملک جو آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد لاہور میں شامل ہے جسے عام طور پر جانا جاتا ہے۔
پاکستان کی قرارداد کے طور پر، اگر بھارت کا مسئلہ کبھی بھی تسلی بخش حل ہو جائے۔
جناب، میں ایک خوش کن اتفاق کا حوالہ دے کر اپنی تقریر سمیٹنے سے بہتر نہیں کر سکتا۔ آج جب میں اس معزز ایوان میں اس قرارداد پاکستان کو پیش کریں، وہ عظیم ہندو رہنما مسٹر گاندھی جس نے کوشش کی ہے۔
ماضی میں ہندو مسلم اتحاد کے لیے اپنا روزہ توڑ دیں گے۔ یہ ہماری پوری امید ہے کہ مسٹر گاندھی اب ایسا کریں گے۔
پہلے سے کہیں زیادہ اس بات پر یقین ہو گیا ہے کہ مصنوعی اتحاد کا کوئی بھی حصول ناکامی کا شکار ہے۔
ہندوستان کی آزادی، غیر ملکی تسلط سے آزادی، سامراجی حکمرانی سے نجات ہی ہو سکتی ہے۔
اس وقت حاصل کیا جب ہندو مسلم کے سوال کو خوش اسلوبی کے ساتھ حل کیا جائے۔
عظیم مسلم قوم نے اپنا مطالبہ پاکستان تسلیم کر لیا۔ یہ اس لیے ہے کہ میں اس امید کے لیے مہم جوئی کرتا ہوں۔
باطنی روشنی اس پر ظاہر کرے گی کہ مسلم قوم کو حق خود ارادیت تسلیم کرنے کی لازمی ضرورت ہے۔
عزم اور اس طرح وہ ہمیں ان تمام سانحات سے بچائے گا جو ناگزیر طور پر تباہی کا باعث بنے گا۔

اگر مسلمانوں کے اس منصفانہ مطالبے کی مخالفت کی جائے اور کوئی ایسا آئین جو اسے تسلیم نہ کرے تو اس کے نتائج

مسلمانوں پر حق ہماری خواہشات کے خلاف ہم پر ڈالا جاتا ہے۔

شیخ عبدالمجید: جناب، میں اپنے دوست کی پیش کردہ قرارداد میں دو ترامیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مسٹر جی ایم سید۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ مجھے ان ترامیم کو ایک ہی وقت میں منتقل کرنے کی اجازت دیں گے، یا

.آپ نے ایک کے ساتھ نمٹنے کے بعد

**معزز سپیکر**: کون سی ترامیم ہیں؟

شیخ عبدالمجید: جناب، میں اپنی پہلی ترمیم جو نیچے سے لائن 3 میں منتقل کرتا ہوں، اس کے بعد

لفظ "اپنی" کے الفاظ "اقلیتوں کے تحفظ کے ساتھ" شامل کیے جائیں۔ میری دوسری ترمیم ہے۔

یہ، یعنی: آخری سطر میں لفظ "قبر کے ساتھ خانہ جنگی" کو چھوڑ دیں، اور اس کی جگہ لفظ "تباہ کن" رکھ دیں۔

معزز اسپیکر: پیش کی گئی ترمیم نیچے سے لائن 3 میں ہے، بعد میں

لفظ "اپنی" کے الفاظ "اقلیتوں کے تحفظ کے ساتھ" شامل کیے جائیں۔ اور آخری سطر میں الفاظ

قبر کے ساتھ خانہ جنگی" کو لفظ "تباہ کن" سے تبدیل کیا جانا چاہئے۔"

**جناب جی ایم سید**: میں ترمیم کو قبول کرتا ہوں۔

معزز اسپیکر: اگر وہ چاہے۔

کیا معزز ممبر بولیں گے؟ میں اسے اجازت دوں گا۔

**شیخ عبدالمجید**: (سندھی میں) جناب، میں اپنے محترم دوست کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں، جیسا کہ

میری طرف سے ترمیم. مجھے افسوس ہے کہ میرے معزز ہندو دوستوں نے اس سے باہر نکلنا مناسب سمجھا

معزز ایوان۔ مجھے زیادہ خوشی ہوتی اگر وہ ہمیں دینے کے لیے کافی وسیع ذہن رکھتے

کم از کم مریض کی سماعت۔ اگر تجاویز انہیں منظور نہ ہوتیں تو وہ غیر جانبدار رہ سکتے تھے لیکن

ان کے ایوان سے نکلنے کی کوئی متعلقہ وجہ نہیں تھی۔ یہ طویل عرصے سے انڈین نیشنل کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ اور دیگر تنظیموں نے مستقبل کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
ہندوستان کا آئین اس قرارداد کے پیچھے نظریہ سب نے ملک کے سامنے رکھا ہے۔
انڈیا مسلم لیگ۔ اس پر تھوڑا سوچ کر فیصلہ کرنا ضروری تھا کہ قرارداد ہونی چاہیے یا نہیں۔
ایوان کی طرف سے حمایت. اس میں کوئی نئی بات نہیں تھی جو عزت مآب ہندو کو یونانی اور لاطینی تھی۔
ارکان اور یہ بات ان کے دلوں پر اس قدر چڑھی کہ وہ اس ایوان کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔
صوبہ سندھ اس میں ایک بھی نکتہ ایسا نہیں تھا جس پر دکھانا ان کے لیے ضروری تھا۔
ناراضگی ہندوستان کے مستقبل کا سوال ایک آئینی سوال ہے۔ اس طرح کے سوالات پر کچھ
معزز ممبران بعض اوقات فرقہ واریت کی زد میں آتے ہیں۔ یہ ایک آئینی مسئلہ سے متعلق ہے اور
ہمیں صبر کے ساتھ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کیا ہندوستان میں فیڈریٹ یونین کا قیام ممکن ہے؟
میرے خیال میں اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہندوستان میں آزاد اکائیاں نہ ہوں۔ اگر میں انگریزی میں کہہ سکتا ہوں، "فیڈریشن آف
اکائیاں، ملک میں آزاد اکائیوں کے وجود کو پیش کرتی ہیں۔
اس قرارداد کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ان صوبوں کی تعمیر نو چاہتے ہیں۔
اور جن علاقوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اسی طرح کا معاملہ ہندوستان کے دوسرے صوبوں کا بھی ہونا چاہیے۔
جس میں ہندو اکثریت میں ہیں۔ اس قرار داد میں ان صوبوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا گیا، جس میں ہندو اکثریت میں ہیں پھر بھی وہ اس میں شامل ہیں۔ اس کا اطلاق ان صوبوں پر ہوگا جن میں مسلمان ہیں۔
اکثریت میں ہیں اور ان صوبوں میں بھی جن میں ہندو اکثریت میں ہیں۔ یہ نا انصافی نہیں ہے۔
ہندو نہ مسلمان۔ یہ ایک آئینی معاملہ ہے جس کا فیصلہ ہمیشہ کے لیے ہو رہا ہے۔ یہ میجر
تب برادریوں کے درمیان برادرانہ روابط ہوں گے یا تو سمجھوتہ کی بنیاد پر یا پر

معاہدے کی بنیاد اس قرارداد کا مقصد جنگ نہیں بلکہ یہ جنگ کو جانچنے کا طریقہ ہے۔ کی طرف سے کہا گیا ہے۔

محترم دوست جناب جی ایم سید نے کہا کہ ملک میں خود ارادیت اور آزادی ہونی چاہیے۔
روس میں سوویت یونٹس کی طرز پر صوبے۔ اکائیوں کو علیحدگی کا حق ملا ہے اور ایسا بھی ہے۔
روسی آئین میں اکائیوں کے حق کی اجازت دینے والی شق۔ ان نکات کے حوالے سے، یہ ہو سکتا ہے
انہوں نے کہا کہ یہ قرارداد صرف ایک آئینی سوال تھا، اور میری عزت کی کوئی وجہ نہیں تھی۔
ہندو دوست ایوان سے نکل جائیں۔
کانگریس کے لیے ہندوستان کا مسئلہ حل کرنا ممکن نہیں۔ ہر ملک کے اپنے مسائل ہوتے ہیں۔
ہندوستان کا مسئلہ وسیع ذہن اور لبرل خیالات سے حل کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہمارے لیے سمجھنا ضروری ہے۔

ایک دوسرے کے نقطہ نظر اور تصفیہ پر پہنچنے کے لئے. میرے محترم دوست نے لاہور کا حوالہ دیا ہے۔
قرارداد آل انڈیا مسلم لیگ نے پاس کی جس میں کہا گیا کہ تحفظات ہونا چاہیے۔
اقلیتوں کی ضمانت تحفظات کا تعلق ثقافت، مذہب، سماجی رسم و رواج اور زبان سے ہونا چاہیے۔
اس لیے میں نے اس ترمیم کو منتقل کرنا ضروری سمجھا۔ یہ قرارداد لاہور سے متعلق ہے، جو کہ ہے۔
قرارداد پاکستان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ کہنا کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ میرے محترم دوست جناب جی ایم سید نے کہا ہے۔
اس قرارداد کو پیش کرکے پورے ہندوستان کی خدمت کی۔ جس وقت سے سندھ اسمبلی ہے۔
وجود میں آیا، یہ پہلی مرتبہ ہے کہ سندھ کے مسلمانوں کی رائے حقیقی معنوں میں سامنے آ رہی ہے۔
پہنچایا اگر اس قرارداد کے اصول کو مان لیا جائے تو یہ مسلمانوں کے درمیان سمجھوتہ کر سکتی ہے۔
لیگ اور کانگریس۔ سر سٹرافورڈ کرپس کی تجاویز، جنہیں کانگریس نے قبول نہیں کیا، اس میں شامل تھے۔
ایک ہی اصول. سر سٹرافورڈ کرپس کی تجویز کے چار حصے تھے۔ ایک حصہ یہ تھا کہ جنگ کے بعد وہاں

خود مختار اکائیاں ہوں گی۔ وہ اکائیاں اپنی خودمختاری برقرار رکھ سکتی ہیں یا آل انڈیا یونین میں شامل ہو سکتی ہیں۔ دی
کانگریس ورکنگ کمیٹی نے بھی ایک قرارداد منظور کی جس میں اعلان کیا گیا کہ کسی بھی یونٹ کو اس میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا
یونین اگر وہ باہر کھڑے ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔
محترم جی ایم سید کی قرارداد سر سٹرافورڈ کرپس کی تجویز سے ملتی جلتی ہے۔
آزاد ریاستیں بنائی جائیں، جہاں مسلمان اکثریت میں ہوں۔ پوری دنیا میں کہرام برپا ہے۔
نئے آرڈر کے لیے۔ ہندوستان کے لیے نیو آرڈر کے مسئلے پر کچھ سنجیدگی سے غور کیوں نہیں کیا جاتا؟ اصول
اس قرار داد سے دونوں برادریوں کو معاملات طے کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد
اس طرح کی تفہیم کے امکان کو جنم دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم کسی کے ماتحت رہنا نہیں چاہتے
مرکزی حکومت۔ مرکزی حکومت میں ایک کمیونٹی کی مستقل اکثریت ہوگی۔
اگرچہ محترم کا یہ ارادہ نہیں ہے لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ
ایک گول میز پر بیٹھ کر صوبوں کے داخلی اور خارجی امور پر غور کیا جا سکتا ہے۔
ہندوستان کی مالیات، ایک قابل قبول آئین تیار کر سکتی ہے۔ کچھ مسائل ہیں جو اتنے ہی زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔
ایک صوبے سے زیادہ مثال کے طور پر پنجاب اور سندھ حکومتوں کے درمیان دریائے سندھ کا تنازع۔
ایک ثالث مقرر کیا گیا۔ معاملے کا فیصلہ ہونے کے بعد دونوں حکومتوں نے ایچ ایم دی کنگ سے اپیل کی ہے۔
شہنشاہ یہ زیادہ درست ہوتا اگر پاکستان کے یہ دونوں صوبے آل انڈیا سے اپیل کرتے
مسلم لیگ۔ ہمیں بین الصوبائی تصفیہ کے لیے مشترکہ مشینری تیار کرنا ہوگی۔

تنازعات

صوبہ سندھ کو ایک سمندری ساحل ملا ہے۔ ہمیں لاگت لائن کے دفاع کے لیے بحریہ کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ وہ

کی بھی حفاظت کرے گی۔ صوبہ N.W.F بحریہ صرف صوبہ سندھ ہی نہیں بلکہ دیگر صوبوں جیسے پنجاب اور

اس قسم کے بہت سے سوالات اٹھیں گے۔ ہمیں نیول فورس، ایئر فورس اور برقرار رکھنے کی ضرورت ہوگی۔

زمینی فورس غور طلب بات یہ ہے کہ اخراجات اکیلے سندھ کیوں برداشت کرے؟ میں نہیں کرتا

یہ ناممکن ہے کہ نظریاتی اختلافات ختم ہو جائیں تو اس کی ضرورت پیدا ہو سکتی ہے۔

بین ریاستی تنازعات کے حل کے لیے مرکزی مشینری کا ہونا۔ سندھ کے لیے یہ زیادہ فائدہ مند ہے۔

سر سٹرافورڈ کرپس کی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں، جسے برطانوی حکومت نے ابھی تک واپس نہیں لیا ہے۔

ہر صوبے کے پاس اپنے قدرتی تحفے ہیں اور سندھ کو کراچی قدرتی تحفہ کے طور پر ملا ہے۔ آمدنی

صرف آٹھ سے نو کروڑ روپے کسٹم سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ انکم سے حاصل ہونے والی دیگر آمدنیاں ہیں۔

ٹیکس، ریلوے اور ڈاک کی رسیدیں جو مرکزی حکومت کو جاتی ہیں لیکن ہمیں اس سے کوئی حصہ نہیں ملتا

آمدنی اس وقت دیکھا جائے گا کہ ہماری حکومت ہمارے لیے لازمی تعلیم متعارف نہیں کروا سکتی

بچوں اور ہمارے پاس طبی امداد کے لیے ضروری انتظامات کرنے کے لیے فنڈز نہیں ہیں۔ وجہ اس کی غریبی ہے۔

مالی حالت، جب آمدنی کا بڑا حصہ مرکزی حکومت چھین لیتی ہے۔ ہے

ہمیں اپنی آمدنی سے مرکزی حکومت کے اس سفید ہاتھی کو برقرار رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

**محترم ڈاکٹر ہیمانداس رودھوانی:** جناب، محترم کی قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے

ممبر جناب جی ایم سید، اس سے پہلے کہ میں اس کی مخالفت کی اپنی وجوہات بتاؤں، میں محترم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

رکن شیخ عبدالمجید نے قرارداد کے بارے میں صرف عمومی اور سیاسی بنیادوں پر بحث کی۔ میں ہوں
یہ جان کر خوشی ہوئی کہ انہوں نے مذہب کو ہاتھ نہیں لگایا جیسا کہ میرے محترم دوست سید غلام مرتضیٰ شاہ
نے کیا۔ کی

یقیناً ہر ادارے کا عمومی اور سیاسی معاملات پر اپنا اپنا نقطہ نظر ہے۔ ہمیشہ ایک ہے
جہاں تک معاملے کے اس پہلو کا تعلق ہے اختلاف رائے ہے اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔
کم از کم محترم ممبر جناب سید کے رویے پر معذرت خواہ ہوں جنہوں نے یہ دکھانے کی کوشش کی۔
ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذاہب میں فرق اس نے ہندو کے تمام برے نکات کو چھونے کی کوشش کی۔
مذہب وہ اس کے نزدیک برے اور دوسروں کے نزدیک اچھے ہو سکتے ہیں۔ میں ہمیشہ فرق ہوتا ہے۔
اس میں بھی رائے. لیکن میں اچھے پوائنٹس یا کو دکھانے کے لیے اسے ایک ہی سکے میں ادا نہیں کرنا چاہتا
اس کے مذہب کے برے نکات جن کے لیے مجھے سب سے زیادہ عزت ملی ہے۔ میں بھائی چارے کا ماننے
والا ہوں۔

مذاہب خدا ایک ہے اور میں دنیا کے تمام مذاہب کو خدا تک جانے والی مختلف سڑکیں سمجھتا ہوں۔ یعنی
میرا اپنا نقطہ نظر. ہندوؤں کے مطابق مسلم مذہب کے اچھے یا برے پوائنٹس ہو سکتے ہیں۔ لیکن
میرے نزدیک تمام مذاہب کا مقصد ایک ہی ہے۔ اس لیے میں خوبیوں یا خوبیوں کو چھونا نہیں چاہتا
ہندو اور مسلم مذاہب کے نقصانات اس لیے میں معزز ممبران سے کیا گزارش کروں گا۔
سید یہ ہے کہ وہ ایسے سوالات کو ہمیشہ عام اور سیاسی بنیادوں پر صرف میری طرح چھوئے۔
محترم دوست شیخ عبدالمجید نے کیا ہے۔ یقیناً ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ ہیں۔
مسلم لیگ کے ارکان کو یقیناً مسلم لیگ کے مینڈیٹ پر عمل کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔
اسی طرح ہم ہندو مہاسبھا کے ممبر ہیں اور ہمیں اپنی پالیسی پر عمل کرنے کا پورا حق ہے۔
پروگرام اس لیے انہیں مذہب کی بات نہیں لانی چاہیے۔ جس پر مجھے سخت اعتراض ہے۔ میں
میں ایک بار پھر دہرا سکتا ہوں کہ میں نے مسلم مذہب اور حقیقت میں سب سے بڑا احترام حاصل کیا ہے۔

دنیا بھر کے مذاہب ان چند ریمارکس کے ساتھ میں قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔جناب جی ایم سید: جناب، میں ذاتی وضاحت کے لیے عرض کرتا ہوں۔ میں نے کبھی برے نکات کی نشاندہی نہیں کی۔
ہندو مذہب کے یا مسلم مذہب کے اچھے نکات۔ میں نے صرف اختلافات ظاہر کیے ہیں۔ میرے پاس ہے ہندو مذہب کا بہت احترام میرا مذہب مجھے دنیا کے تمام مذاہب کے لیے رواداری کا درس دیتا ہے۔ وہ حضور کا فرمان ہے۔ ہمیں کسی دوسرے مذہب کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ تو یہ مجھ سے بہت دور تھا۔
ہندو مذہب کے خلاف کچھ کہنے کا ارادہ۔ میں صرف دونوں کے مختلف تصورات دکھانا چاہتا تھا۔
نظریات اور میں اپنے محترم دوست ڈاکٹر ہیمانداس کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ظاہر کرنے کے مقصد کے ساتھ نہیں تھا۔
ہندو تصور برا تھا اور میرا اچھا تھا۔ یہ محض یہ دکھانے کے لیے تھا کہ وہ کتنے متناسب تھے۔
ایک دوسرے کے مخالف. یہ میری بات تھی۔
**جناب محمد عثمان سومرو:** (سندھی میں) جناب، محترم کی طرف سے پیش کردہ قرارداد
ممبر جناب جی ایم سید صاحب نے میرے ذہن میں غلط فہمی پیدا کی لیکن ان کی تقریر سے اسے دور کر دیا گیا۔
**محترم شیخ عبدالمجید۔** ہم نے سر سٹرافورڈ کرپس کی تجاویز پڑھی ہیں۔ وہ قابل تھے۔
تجاویز ان کے مطابق یونین میں شامل ہوتے ہی ہر صوبہ اپنی آزادی کا مزہ لیتا
یا ایک یونٹ کے طور پر باقی رہیں۔ یہ بدقسمتی تھی کہ ان تجاویز کو ہندوؤں، مسلمانوں نے قبول نہیں کیا۔
کانگریس سر سٹرافورڈ کرپس بغیر کسی معاہدے کے واپس چلے گئے۔ ہندو مسلم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
ہر فرد سندھ کی آزادی دیکھنے کو بے تاب ہوگا۔ اس آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ ہماری
صوبہ سندھ کو بلوچستان، پنجاب یا پاکستان کے ساتھ یا دوسرے صوبوں کے ساتھ ملایا جائے۔ کر کے
تو سندھ کو اندھیرے میں ڈال دیا جائے گا، کیونکہ اکثریت ان کی ہوگی۔ اسی طرح شیخ صاحب نے فرمایا
عبدالمجید نے اپنے خطاب میں۔ پنجاب اور بلوچستان کی آبادی زیادہ ہے اور اگر سندھ کو ملایا جائے۔

ان کے ساتھ، یہ نقصان پہنچے گا. ایسا ہو سکتا ہے کہ کچھ صحرا اور سرحدیں سندھ کے ساتھ لگ جائیں۔
اور اس پر غیر ضروری بوجھ بنیں۔ صوبہ سندھ کو اس کی اپنی کافی آمدنی ہے اور اس وجہ سے
الگ رہے تو فائدہ ہوگا۔ ان نکات پر غور کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جناب کی تجاویز
اسٹرافورڈ کرپس نشان زد ہیں اور یہ بہتر ہوگا اگر انہیں سندھ قبول کر لے۔ اب سوال
باقی ہے کہ آیا صوبوں کو ساتھ ملانا چاہیے۔ اس کا فیصلہ اس وقت ہونا چاہیے جب کوئی سوال
تمام صوبوں سے متعلق پیدا ہوتا ہے، مثال کے طور پر انڈس واٹر کا تنازعہ۔ اس طرح کے معاملات کے لئے
اور
جھگڑوں پر ٹریبونل مقرر کیا جائے گا۔ اس طرح کی آزادی سے مسلمان بھی ہوں گے اور ہندو بھی
فائدہ اٹھانے والے اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اکثریت کا فرض ہوگا۔ اگر الگ ہو جائیں تو ہر صوبہ
اپنی آمدنی کے اندر اخراجات کو پورا کرنے کی ذمہ داری محسوس کرے گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں حمایت
کرتا ہوں۔

قرارداد

**محترم رائے صاحب گوکلداس میوالداس:** جناب، مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ محترم
ممبر۔ مسٹر جی ایم سید نے ہندو برادری کو یقین دلاتے ہوئے اس تاثر کو دور کر دیا ہے کہ ان کے پاس کوئی
نہیں۔
ہندو مذہب پر کچھ بھی تبصرہ کرنے کا ارادہ۔ میں اب تک چند ریمارکس کرنا چاہوں گا۔
پاکستان کے نظام کا تعلق ہو یا جو بھی ہو معزز ممبر جناب جی ایم۔ سید نے خود کہا ہے۔ وہ
انہوں نے کہا کہ اکثریتی برادری کی وجہ سے ظالم کا راج ہے۔ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں، وہ
ہندو برادری سے مراد ہے۔ سندھ میں کیا معاملہ ہے؟ ہندو اکثریت میں نہیں ہیں، لیکن
مسلمان ہیں۔ اسی طرح کچھ دوسرے صوبوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں، اور وہ چاہتے ہیں۔

الگ صوبہ ان کے زیر انتظام یا تشکیل دیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ کوئی مختلف طریقہ نہیں ہے جو اس نے تجویز کیا ہے۔

پاکستان کی ضرورت کیوں؟ اس نے وہی کہانی دہرائی ہے جو ان کے خیال میں ہندوستان میں دہرائی جارہی ہے۔ میں

معلوم نہیں دوسرے صوبوں میں قانون ساز اسمبلیوں میں یا مرکزی میں کوئی قرارداد

اسمبلی یا کونسل آف اسٹیٹ کو منتقل یا لے جایا گیا ہے۔ یہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں یہ قرارداد

اسمبلی کو یہ خیال کر کے پیش کیا جا رہا ہے کہ اس ایوان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، اور

کہ انہیں یقین ہے کہ اس طرح کی قرارداد لے کر جائیں گے۔ ہمیں ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہیں اگر ان کی قرارداد لے. لیکن مجھے اپنے محترم دوست کو یاد دلانا چاہیے کہ وہ ہندوؤں پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ کریں گے۔

ہندوستان کے دوسرے صوبوں پر حکومت کریں کیونکہ وہ اکثریت میں ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ وہی بات دہرائی جائے۔

ہمارے صوبے میں

دوسرا نکتہ یہ ہے۔ جنگ بھارت کے دروازے پر ہے۔ اس لیے سوال یہ ہے کہ آیا

ہندوستان کو ریاستوں میں تقسیم کرنا مناسب ہوگا۔ اگر یہ کیا جاتا ہے، تو وہ دفاع کرنے کے قابل نہیں ہوسکتے ہیں

ملک اس وقت دشمن کے حملے سے۔ اگر ریاستیں تقسیم ہو جائیں تو مجھے نہیں لگتا کہ ایسا ممکن ہو گا۔

ہندوستان کے مفادات کا تحفظ کرنا۔ جہاں تک ہندوستان کا مطالبہ ہے، وہ سوراج کا ہے یا آزادی کا

انڈیا یہ کسی ایک صوبے کے لیے نہیں ہے۔ یہ کسی ایک ضلع کے لیے نہیں ہے۔ یہ کسی فرد کے لیے نہیں ہے۔

تعلقہ جس سے معزز ممبر جناب جی ایم سید نے کہا کہ اگر یہ اصول مان لیا جائے۔

مسلم لیگ اس مفروضے پر کہ وہ خود کو ہندوستان میں اقلیتی برادری سمجھتے ہیں۔
انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ سندھ میں اکثریتی برادری ہیں۔ اسی طرح ہر ضلع میں یا ہر تعلقہ میں یا
ہر شہر میں ایک ہی بات دہرائی جا سکتی ہے کہ وہ خود مختار ہو سکتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ بالکل ہو جائے گا
اس پالیسی میں غلط ہے کہ صوبے کو آزاد اضلاع یا خود مختار تعلقہ میں تقسیم کیا جائے۔
ہیڈکوارٹر یا آزاد ڈویژن۔ یہ مجموعی طور پر رہنا چاہیئے، اور صوبے کے طور پر منسلک ہونا چاہیئے
پورے ہندوستان کو
اسی طرح ہندو مسلم اتحاد کا سوال ہے۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ اگر کچھ ہیں۔
ہندوستان کی آزادی پر اختلاف رائے کے باوجود وہ اپنے تنازعات کو ہر طرح سے طے کر سکتے ہیں۔
لیکن جناب یہ تصور کرنا بالکل مشکل ہے کہ اگر ہمارا صوبہ الگ ہو جائے تو وہ فطری طور پر چاہیں گے۔
کہ اسے پنجاب کے ساتھ اور پنجاب کو سرحد کے ساتھ اور سرحد کو ترکی یا کسی اور کے ساتھ منسلک کیا جائے۔
دوسری جگہ، اور اسی طرح. میں نہیں جانتا کہ طویل عرصے میں اس کی اہمیت یا نتیجہ کیا ہوگا۔
چلائیں اگر ہمارے مسلم لیگی بھائیوں کا یہ خیال ہے کہ ان کا الگ راج ہوگا، الگ تقسیم ہوگی۔
اصول، میں اس کی اہمیت کو سمجھ سکتا ہوں۔ اس کی توقع کیسے ممکن ہے؟ اسی طرح میں بھی اپنی اطلاع
دے سکتا ہوں۔
محترم دوست جناب جی ایم کہا کہ امریکہ میں کیا معاملہ ہے؟ حبشی وہاں موجود ہیں۔ انہیں مل گیا ہے۔
دوسروں کے برابر حقوق۔ کیا وہ اس اکاؤنٹ پر الگ ہونے جا رہے ہیں؟ اگر ہم ماضی کی تاریخ پر نظر ڈالیں۔
آئرلینڈ، یہ کیا تھا؟ آئرلینڈ تقسیم ہو گیا
معزز اسپیکر: اگر وہ اس کی مدد کرسکتے ہیں۔
محترم رائے صاحب گوکلداس میوالداس: اسی طرح آسٹریا بھی جرمنی کے ساتھ منسلک تھا۔
کچھ عرصہ پہلے، اور جب یہ الگ ہوا، تو آپ سمجھ سکتے تھے کہ کوئی آزادی نہیں تھی۔ یہ ہے
جرمنی سے مکمل طور پر الگ۔ میں مثالوں کی خاطر یہ حوالہ دیتا ہوں۔ اگر ہم ایک سے جدا ہو جائیں۔

صوبے سے دوسرے صوبے، صوبے سے ضلع، اور اسی طرح مجھے نہیں لگتا کہ یہ ایک اچھا خیال یا تجویز ہو گا۔
لوگوں کے لیے الگ ہو جائیں اور اپنے گاؤں یا قصبوں یا صوبے کو کھو دیں۔ کوئی بھی دفاع نہیں کر سکے گا۔
خود جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے، وہ ہر جگہ اپنی مذہبی زیارتیں حاصل کر چکے ہیں۔
انڈیا اسی طرح مسلمانوں نے ہندوستان میں ہر جگہ اپنی زیارتیں حاصل کی ہیں۔ اگر ہندوستان تقسیم ہو گیا۔
حصے، صوبے یا اضلاع، اس اتحاد کو برقرار رکھنا کیسے ممکن ہوگا؟
ان الفاظ کے ساتھ میں قرارداد کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔

**مسز جے جی الانا: (سندھی میں)** جناب، اس صوبے کی مسلم خواتین کی طرف سے، میں اس کی حمایت کرتی ہوں۔

**قرارداد میں معزز ایوان کو یقین دلاتی ہوں کہ ہم مسلم لیگ کے ساتھ سچے ہیں اور میری خواہش ہے کہ مسلمانانِ ہند جلد از جلد پاکستان حاصل کرلیں گے**

**محترم خان بہادر ایم اے کھوڑو:** میرے پاس قرارداد میں اضافہ کرنے کے لیے زیادہ کچھ نہیں ہے۔
اس قسم قراردادپیش کرنے والے محترم جناب جی ایم۔ سید نے پوری طرح پوزیشن بنا لی ہے۔
اس ایوان میں انہوں نے اپنی تحریری تقریر میں واضح کیا ہے اور مسلمانوں کے نظریہ کی مکمل وضاحت کی ہے۔
لیگ جیسا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد لاہور میں مارچ 1940 میں منظور کی گئی تھی۔
اب محترم ممبر شیخ صاحب کے کہنے سے ایک معمولی سی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔
یعنی جہاں تک وہ سمجھ سکے، سر سٹرافورڈ کی برطانوی حکومت کی تجاویز
کرپس نے انفرادی صوبوں کی آزادی کے اصول کو بھی قبول کیا، جسے وہ سیاسی اکائیاں کہتے تھے۔
اب، ان تجاویز اور مسلم لیگ کے نظریے میں فرق تھا، جیسا کہ جناب نے کہا تھا۔
**جناح نے گزشتہ سال لاہور کے اجلاس میں اپنے صدارتی خطاب میں کہا تھا کہ مسلم لیگ نے خود مطالبہ کیا۔**
**مسلم قوم کا تعین جیسے کہ پورے ہندوستان کی مسلم کمیونٹی۔** اگرچہ یہ

کہا جا سکتا ہے کہ سر سٹرافورڈ کرپس کی تجاویز مسلمانوں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ کام کرتی ہیں۔
لیگ، وہ صد فیصد نہیں جاتے۔ وہ تقریباً 50 یا 60 فیصد ہو سکتے ہیں۔ ہم جو پوچھتے ہیں وہ وہاں ہے۔
برطانوی حکومت کی طرف سے مکمل خود ارادیت کے حق کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔
**مسلم قوم. اس پر قرارداد کے معزز موور نے کافی دلیل دی ہے۔**
دوسری بات یہ کہ معزز ممبر شیخ صاحب نے ظاہر کیا کہ اس کی کافی وجوہات ہیں۔
**مسلمان ایک قوم ہیں کیونکہ وہ سیاسی، سماجی، مذہبی اور دیگر مختلف وجوہات کی بنا پر ہیں۔**
ان کی طرف سے آزاد.بیان کیا گیا ہے اور ان کا حق خود ارادیت کا ہر دعویٰ ہے۔
میرے خیال میں جناب یہ کہنا مشکل ہو گا کہ کیا اس مرحلے پر سندھ خود کھڑا ہو سکتا ہے۔ اب وہاں ہے
مغربی زون جس میں بلوچستان، صوبہ سرحد اور سی۔ اسی طرح مشرقی زون بھی ہے۔
آسام کا کچھ حصہ، بنگال کا کچھ حصہ اور سی۔ وہ زون مجموعی طور پر ہندوستان کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔
پورا علاقہ یا برصغیر پاک و ہند کی پوری آبادی۔ مسلم لیگ یہ نہیں کہتی
ہندوؤں کو آزادی سے محروم کر دیا جائے۔ مسلم لیگ آزادی کے لیے کھڑی ہے۔ لیگ
کہتا ہے: ہندوؤں کو اپنے علاقوں میں آزادی حاصل کرنے دیں اور مسلمانوں کو جہاں وہ اکثریت میں ہیں۔
اسی طرح کی آزادی ہے. اس لیے مجھے اپنے محترم دوست رائے صاحب کی دلیل سمجھ نہیں آتی
گوکل داس۔ سندھ اور صوبائی خود مختاری کے تحت دوسرے صوبے پہلے ہی خود مختار ہیں۔ دی
وزیر اعلیٰ کو معلوم ہے۔ صرف کچھ معاملات میں وہ مرکزی حکومت پر منحصر ہیں، لیکن
ہم مرکزی حکومت کی مکمل آزادی چاہتے ہیں، نئے نظام کے تحت مکمل آزادی چاہتے ہیں۔
چیزوں کی نکتہ یہ ہے کہ چونکہ سندھ ایک الگ آزاد صوبہ ہوگا، اس لیے ہر ایک تعلقہ، ہر ایک
ضلع، ہر گاؤں کا آزاد ہونے کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے۔ پنجاب الگ صوبہ ہے، اسی طرح
نارتھ ویسٹ فرنٹیئر اور سی۔ اس لیے آزادی کے اصول کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ الگ الگ ہیں۔
اکائیاں اور یہ صوبے خود کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ صرف فوجی، ایئر کے بارے میں سوال باقی ہے
فورس اور بحریہ۔ یہ مرکزی مضامین ہیں۔ یہ باتیں گول میز کانفرنس میں زیر بحث لائی جا سکتی ہیں۔

جہاں کانگریس، مہاسبھا اور تمام سرکردہ اداروں کے نمائندے موجود ہوں گے اور وہ
ایک خوشگوار مفاہمت پر آ جائے گا. قرارداد پر کوئی شدید اعتراض نہیں ہے اور مجھے امید ہے۔
ایوان اسے متفقہ طور پر یا اکثریت سے قبول کرے گا۔

**محترم جناب غلام حسین ہدایت اللہ:** جناب، میں تجویز کروں گا کہ اس کی ایک کاپی
اس بحث کی کارروائی مناسب حکام کو بھیجی جا سکتی ہے۔ میرے پاس کہنے کو مزید کچھ نہیں ہے۔

**جناب جی ایم سید:** میں محترم رائے صاحب گوکل داس کے اٹھائے گئے ایک یا دو نکات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔
میوالداس۔ ہندوؤں کو 3/4 اور مسلمانوں کو 1/4 حصہ ہونے دیں۔ ہم اس بات سے ناراض نہیں ہیں کہ ان کے پاس
ہونا چاہئے
شیئر کریں انہوں نے کہا کہ اگر صرف سندھ کی آزادی کی تجویز تھی تو الگ بات ہے۔
لیکن اسے خوف ہے کہ کل ہم ترکی کے ساتھ بھی شامل ہو جائیں گے۔ وہ ایسا کیوں کہے؟ یہ انحصار کرے گا
ہم دونوں پر. یہ ہم پر اثر انداز ہونے کے قابل ہیں اور اگر ہم الگ رہنے کے قابل ہیں تو ہم کیوں شامل ہوں؟
ترکی؟ ترکی نے افغانستان یا فارس کو کیوں شامل نہیں کیا؟ وہ آزاد مسلم ممالک آزاد ہیں۔
وفاق کے لیے لیکن پھر بھی وہ شامل نہیں ہوئے۔ تاریخ نے ثابت کیا ہے۔ میں وعدہ نہیں کر سکتا کہ کیا فیصلہ کیا
جائے گا۔
مستقبل یہ صوبے کے عوام کی خواہشات پر چھوڑ دیا گیا ہے۔
دوسرا نکتہ دفاع کا ہے۔ افغانستان اپنا دفاع کیسے کر رہا ہے۔ فارس اپنا دفاع کیسے کر رہا ہے۔
عراق اپنا دفاع کیسے کر رہا ہے؟ ہمارا صوبہ افغانستان سے زیادہ امیر ہے۔ اس کی آبادی بہت زیادہ ہے۔
دنیا کی ان چھوٹی ریاستوں میں سے کئی کے مقابلے میں۔ ہم اپنا دفاع کیوں نہیں کر سکتے، جب دوسرے چھوٹے ہیں۔
کیا قومیں اپنا دفاع کر سکتی ہیں؟

**عزت مآب رائے صاحب گوکلداس میوالداس:** وہ نہیں جانتے کہ وہ قوموں پر حکمران ہیں۔

**مسٹر ایم ایچ گزدار: ہم ایک حکمران قوم بننا چاہتے ہیں۔**

جناب جی ایم سید: پھر جغرافیائی اکائیوں کی طرف آتے ہیں۔ ہمارے پاس کینیڈا اور ریاستہائے متحدہ امریکہ ہیں۔

وہ آزاد قومیں ہیں اور وہ متحد نہیں ہیں۔ میکسیکو کی مثال لے لیں۔ یہ ایک آزاد ہے۔
قوم متحد نہیں ہونا چاہتی۔ ہر قوم آزادی چاہتی ہے اور کوئی قوم نہیں بننا چاہتی
دوسرے پر منحصر ہے. اس لیے یہ دلیل قائم نہیں رہتی۔
ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی نشست دوبارہ شروع کرتا ہوں۔
**معزز سپیکر**: اب میں قرارداد پیش کرتا ہوں۔

پاکستان کی قرارداد پر تقسیم کا نتیجہ۔
AYES NOES
شیخ عبدالمجید 02. خان بہادر اللہ بخش کے گبول 03. خان بہادر حاجی امیر علی لاہوری. 04. مسٹر ارباب توگاچی۔ .01

میر بندہالی خان تالپور۔ .05

میر غلام علی خان تالپور۔ .06

محترم جناب غلام حسین ہدایت اللہ۔ .07

خان بہادر غلام محمد اسران۔ .08

سید غلام مرتضیٰ شاہ۔ .09

خان بہادر سید غلام نبی شاہ۔ .10

۔ محترم پیر الٰہی بخش نواز علی۔11

نواب حاجی جام جان محمد۔ .12

جینوبائی جی الانا۔ .13. MRS

سردار قیصر خان۔ .14. S.B

سید محمد علی شاہ .15

محترم خان بہادر ایم اے کھوڑو۔ .16

محترم حاجی محمد ہاشم گزدار۔ .17

مسٹر. محمد عثمان سومرو۔ .18

مسٹر. محمدیوسف چانڈیو۔ .19

سید نور محمد شاہ۔ .20

۔ رئیس رسول بخش خان انیر۔21

مسٹر. علی گوہر خان مہر۔ .22

مسٹر. شمس الدین خان بارکزئی .23

خان صاحب سہراب خان سرکی۔ .24

محترم رائے صاحب گوکلداس میوالداس .01

محترم ڈاکٹر۔ ہیمانداس آر ودھوان .02

مسٹر لولمل آر موٹوانی۔ .03

۲۴ اور ۳ کے تناسب سے یہ قرارداد پاس ہوئی۔

---

---

نوٹ: کل ٦٠ ارکان کی اسمبلی میں صرف ۲۴ مسلم ارکان نے پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالے باقی ۳ نے مُخالفت کی اور ۳۳ نے اجلاس کا بائکاٹ کیا ہوا تھا۔ یہ قرارداد نہایت رزاداری سے اس وقت پیش کی گئی کہ جب بیشتر کانگریسی ارکان اسمبلی بائکاٹ پہ تھے۔ اگر وہ اسمبلی میں ہوتے یا انہیں پتہ ہوتا کہ ایسی کوئی قرارداد لائی جارہی ہے تو یہ قرارداد کبھی پاس نا ہوتی۔